ابن صفی کی جاسوسی دنیا

مجرمین ایڈیشن

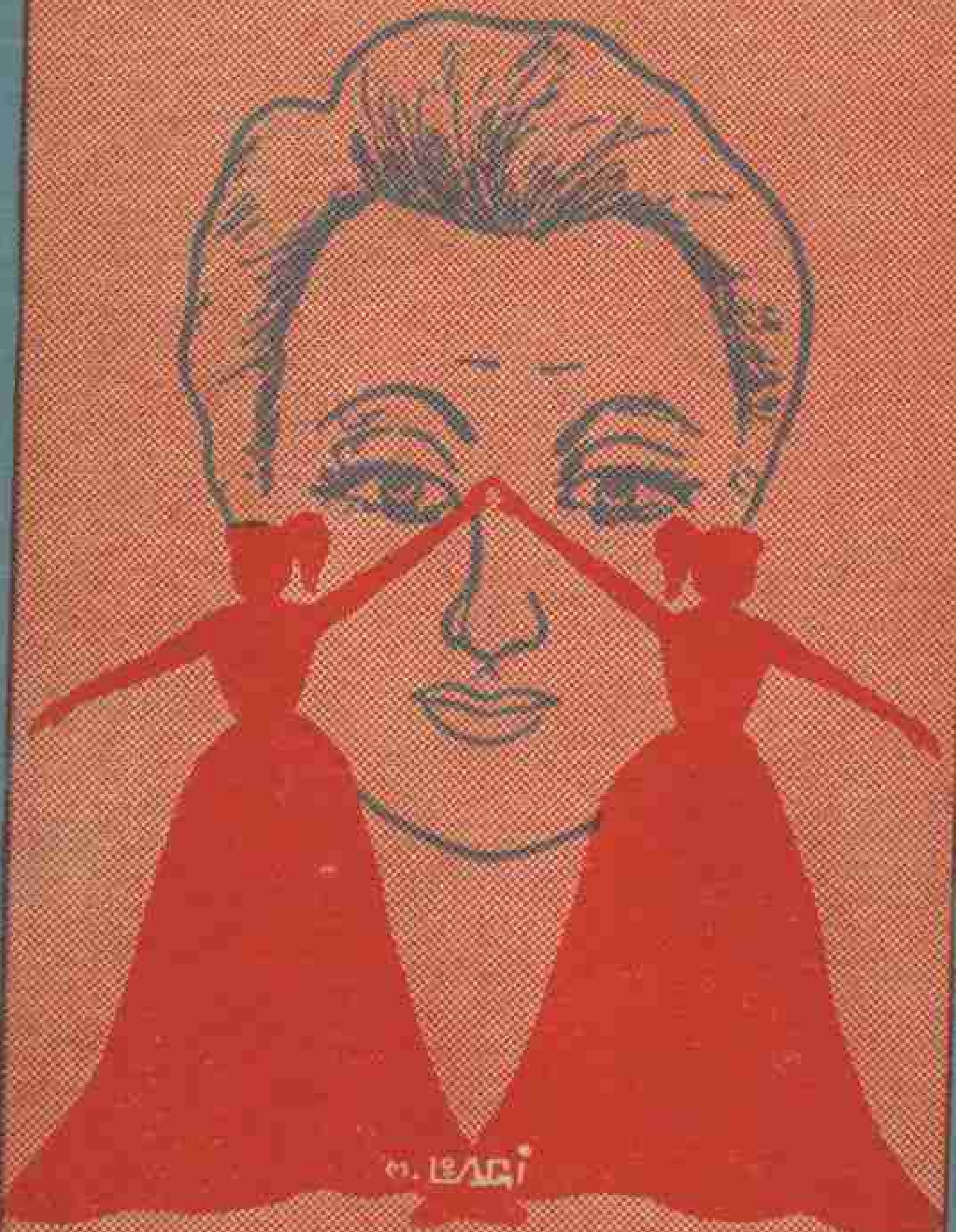

ماہنامہ

ابنِ صفی کی جاسوسی دنیا

کراچی

جلد (۱)

اپریل و مئی ۶۰ء

شمارہ (۵، ۶)

مدیر:-
ابنِ صفی
بی، اے

زرِ سالانہ ... ... پانچ روپے
(معہ رجسٹری خرچ ساڑھے نو روپے)

قیمت فی پرچہ
آٹھ آنے

مقامِ اشاعت
اسرار پبلیکیشنز ۱/۱ فردوس کالونی کراچی ۱۸

ترتیب

یہ کہتے
سنکی سولجر
فنکار — (نظم) — شاہد منصور
آبِ وفات — (اضحوکہ) — ابنِ صفی
غلطی میری تھی (مباحثہ) شوکت تھانوی و زہرہ شوکت تھانوی
آپ کے صفحات — (خطوط پر تبصرہ) — آپ اور ابنِ صفی
جادوگر کی لاش — (شکرال کی کہانی) — ابنِ صفی
پُراسرار معمے
— کمپائلر پُراسرار معمے

مطبوعہ: مطبع سعیدی قرآن محل - کراچی
طابع و ناشر: اسرار احمد (ابنِ صفی)

اداریہ

اِس بار کیا باتیں کی جائیں آپ سے — جی ہاں! یہ اپریل اور مئی کا مشترکہ شمارہ ہے لیکن سالانہ خریداروں کو مطمئن رہنا چاہئے! اُنھیں ہر حال میں بارہ پرچے ملیں گے ایک خریداری میں — ! پرچہ کیوں لیٹ ہوا! — یہ نہ پوچھئے ..... ورنہ ایک لمبی داستان چھیڑنی پڑے گی! ویسے آپ اتنا تو جانتے ہی ہیں کہ گرمیوں کا موسم میرے لئے بیحد تکلیف دہ ہوتا ہے اِس موسم میں میرا محبوب ترین مشغلہ یہ ہوتا ہے کہ چھیڑ چھیڑ کر جھگڑے کرتا پھروں .... کافی بھونکتا ہوں لیکن کاٹنے کی ہمت اس لئے نہیں پڑتی کہ دوسرے بھی دانت رکھتے ہیں! اور کراچی کی گرمیاں تو لبا اوقات بہت ہی ثقہ لوگوں کو بھی ابن صفی بنا کر رکھ دیتی ہیں! اس لئے بھیا سلامتی اسی میں ہے کہ صرف بھونکتے رہو! — اور اگر مقابل بھی بھونکنے پر آمادگی ظاہر کرے تو دُم دباؤ اور کھسک لو کسی دوسری طرف! ورنہ ہر بھونکنے والا تو ابن صفی ہو نہیں سکتا!—

آئندہ ایڈیشن میں آپ کچھ نئی تبدیلیاں پائیں گے! شائد وہ حضرات بھی آئندہ شمارے کو پسند کر سکیں جنھیں "ابن صفی" کی اجارہ داری ایک آنکھ نہیں بھاتی!—

کیا کروں؟— نئے نئے تجربات کرتا رہتا ہوں تاکہ یکسانیت آپکو بوریت کے غاروں میں نہ دھکیل سکے! کبھی یہ تجربات ناکام ہوئے ہیں اور کبھی توقعات سے بڑھ کر کامیاب!—

ایک صاحب نے عرصہ ہوا تجویز پیش کی تھی کہ میگزین ایڈیشن میں ایک آدھ کہانی اسرار و سراغ کی بھی ہونی چاہئے ورنہ رسالے کے نام اور مواد میں ہم آہنگی نہ ہونے کی بنا پر بوریت محسوس ہوگی!—

اُن کی یہ خواہش بھی آئندہ شمارے میں پوری ہو جائے گی — مطمئن رہیں! میگزین ایڈیشن سے متعلق بہتیری اسکیمیں ذہن میں ہیں جنھیں وقتاً فوقتاً بروئے کار لایا جائے گا .... اب یہ آپ کا فرض ہے کہ مجھے اُن کی کامیابی یا ناکامی سے باخبر رکھیں — پوری طرح تعاون کریں تاکہ پھر آپ کو شکائت کا موقع نہ مل سکے — فقط

والسلام

ابن صفی

بھونکتے کتے

سنکی سولجر

(سنکی سولجر اور طغرل فرغان کا ملا جلا پروگرام)

دسمبر کی سرد و سیاہ راتیں اور اُس پر کتوں کا شور کہ مُردوں کی بھی نیند اُچٹ جائے بشرطیکہ وہ افیون کھا کر نہ مرے ہوں! ایسی صورت میں بیدار نہ ہونے والا یا تو خود بلڈاگ ہوگا یا ہو جانے کا ارادہ رکھتا ہوگا! بہرحال ہم میں بعض ایسے بھی ہیں جن کی نیند بدستور جاری رہتی ہے — ! کچھ لوگ جاگ کر کانوں میں اُنگلیاں ٹھونس لیتے ہیں! بعض حضرات لٹھ لے کر دوڑتے تو ضرور ہیں مگر اُن کا وار ہمیشہ خالی جاتا ہے — یوں سمجھ لیجئے کہ کسی میں اتنی ہمت نہیں کہ اُن کے منہ بند کر سکے! —

وہ لیجئے ایک کتے نے "آداب عرض" کی ہانک لگائی —

"جیتے رہو — جیتے رہو" کی متعدد آوازیں فضا میں گونج اُٹھیں! —

"کہو بھئی کیونکر آنا ہوا" ایک ارتعاش آمیز اور بھاری قسم کی آواز —

"اجی حضت وہی شادی والا معاملہ!" نووارد بولا —

"مگر بھئی جہیز کے ساتھ پندرہ ہزار نقد ذرا ٹیڑھی کھیر ہے!" کسی نے کہا

"ذرا یہ بھی تو غور فرمائیے کہ لڑکا شاعر بھی ہے اور "ایم-اے" تخلص کرتا ہے" نووارد نے کہا —

"وہ تو سب ٹھیک ہے — مگر —!"

"اگر مگر کچھ نہیں" نووارد نے بیچ ہی سے بات کاٹ دی "ابھی کل ہی ڈپٹی فلاں کی لڑکی کا پیغام آیا تھا — آپ لوگوں نے خواہ مخواہ اُلجھا رکھا ہے — آج آپ کا قطعی فیصلہ سننے آیا ہوں!"

"بھئی مجبوری ہے" کسی نے کہا —

"بہتر ہے! آداب عرض!" کہکر غالباً نووارد صاحب تشریف لے گئے

"دیکھا سالے کو!" ایک صاحب غرائے —

"مار — سالے کو!" سب نے بیک وقت کہا — اور دور تک بھگا کے چلے گئے! اس کے بعد سکون ہو گیا —

ادھر پھر غنودگی طاری ہونے لگی لیکن شائد ابھی پلکوں میں درزے ہی رہے ہوں گے کہ ایک گرجدار آواز سنائی دی — کچھ قہقہے بلند ہوئے

"یہ سالا فرغان کا پٹھا بڑا مغرور ہے — مجھے سلام نہیں کرتا" ایک صاحب بولے —

"نہ جانے کیا سمجھتا ہے خود کو — افسانوں کے پلاٹ چراتا ہے سالا!"

"اچھا! اور اس پر یہ عالم ہے کہ ابھی تک لکھنے کا سلیقہ نہ پیدا ہو سکا! بخدا جھک مارتا ہے"

"کیا بتاؤں والد مرحوم کی وصیت کا پاس ہے ورنہ مزہ چکھا دیتا!" چوتھے نے کہا —

"کیا مطلب!" ایک آواز آئی —

"والد صاحب نے مرتے وقت رو رو کر وصیت کی تھی کہ بیٹا کبھی افسانہ مت لکھنا!"

کوئی صاحب بول پڑے — "اچھا تو کیا آپ کے والد بھی تھے —!"

"کیا مطلب!" چوتھے صاحب گرم ہو گئے! —

اِس پر سب نے ایک ساتھ قہقہہ لگایا !۔

"ہات تیری کی —!" غالباً جو بھتے صاحب بے قابو ہو کر جھپٹ پڑے تھے ! بس پھر طوفان بدتمیزی برپا ہو گیا !۔

اچانک کچھ دور سے "ہائیں ہائیں" کی بہت سی صدائیں بلند ہوئیں اور یہ سب فیصلہ کرانے کے لئے اُسی طرف دوڑ گئے —!

لحاف تان ہی رہا تھا کہ ایک طرف سے آواز آئی: "اجی سنتی ہو !"

"کیا ہے — ہر وقت کان ہی کھایا کرتے ہو !" کتیا تنک کر بولی

"ارے سنو تو سہی !" غالباً شوہر کتے نے کہا۔ "دُم کٹے کی لونڈیا چنکبرے سے پھنسی ہوئی ہے !"

"اے نوج ! تم بھی تو کمال کرتے ہو ! کہاں دُم کٹے کی لونڈیا اور کہاں چنکبرا —"

"اس میں تعجب کی کیا بات ہے ! چنکبرا نابدان کے راستے دُم کٹے کے گھر جایا کرتا ہے !"

"یا اللہ توبہ ہے میری !" کتیا صاحبہ نے ٹھنڈی سانس لے کر فرمایا۔ "جبھی تو میں کہوں آخر یہ لونڈیا کنواری کیوں نہیں لگتی !"

"کیوں بھابی کیا ہو رہا ہے .... اکیلے اکیلے ...." کچھ دور سے آواز آئی لیکن کتیا نے دھیان نہ دیتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ "یہ جو پڑوسن ہے نا اس کی بہو بھی آج ہی کل میں بھاگنے والی ہے !"

پڑوسن جو کہیں قریب ہی دبکی پڑی تھی چمک کر بولی۔ "کیا کہا گدی سے زبان کھینچ لوں گی ! بڑی آئی میری بہو کو بدنام کرنے والی۔ بی بی اُس کے سامنے بات کرو جو تمہارے کرتوت نہ جانتی ہو ! ابھی کل ہی دھگڑے کے ساتھ ......!"

"اے — اے ... زبان سنبھال کے !" شوہر دار کتیا چیخی !

"کیا کرے گی کلموہی .... ذرا دیکھوں تو ...!" پڑوسن جھپٹ پڑی ! پھر دونوں کے حمائتی اکٹھے ہو گئے اور ٹھن گئی اچھی خاصی !۔

اتنے میں شائد میرا کوئی پڑوسی ڈنڈا لے کر دوڑا اور مطلع صاف ہو گیا !۔

تھوڑی ہی دیر سویا ہوں گا کہ پھر آنکھ کھل گئی ! ایک گرج سنائی دی "رئیس کی دُم بنتے ہیں سالے ! ابھی کل ہی اُدھر جا نکلا تھا ! ایک گلاس پانی کو بھی نہ پوچھا ! مہمان کی تو روح لرزتی ہے اُن کے گھر جاتے ہوئے شبرات میں حلوہ پکا کر اکیلے ہی کھا جاتا ہے .... بچے منہ تکتے رہ جاتے ہیں .... جو اپنے بچوں کو نہ کھلا سکے — لاحول ولا قوۃ .... کنجوس مکھی چوس کہیں گا —!"

"ٹھیک کہتے ہو !" دوسرا بولا۔ "میں تو لعنت بھیجتا ہوں ایسے پیسوں پر جو دوسروں کے کام نہ آ سکیں !"

"بڑے سخی داتا ہو !" غالباً مخالف پارٹی کا کوئی کتا بولا۔ "جبھی تو کل تمہارا بھائی مجھ سے قرض لینے آیا تھا —!"

"دیکھئے میں آپ سے بات نہیں کر رہا۔" دوسرے کی آواز غصیلی تھی !۔

"منہ بھی ہے بات کرنے کا یا بات ہی کرو گے۔" مخالف پارٹی کا کتا بولا۔

"بس بس زیادہ بکواس نہیں .... ورنہ !" دوسرا اگر جگر بولا۔

"اچھا جی !۔" مخالف پارٹی کے کتے نے کہا اور لپاڈگی شروع ہو گئی ! اس شور و غوغے کے طوفان میں کسی کتیا کی باریک سی آواز بھی سنائی دے رہی تھی۔ "مرے اللہ کرے .... اس کا ناس ہو جائے .... آدھی رات کو کھٹیا لگے .... کلچڑا .... موئی کاٹا .... !"

پھر غالباً کسی نے پتھر پھینکا !۔ ایک نے کہا "چیں" — اور ساری آوازیں بند ہو گئیں۔ ایک صاحب کہتے ہوئے بھاگے۔ "اپنے باپ کو نہیں مارتے سالے ! میں نے کیا قصور کیا تھا ! پتھر مار دیا اُلّو کے پٹھے نے کبوتر کی اولاد۔"

چلئے — تھوڑی دیر کے لئے سکون پھر رخصت ہو گیا لیکن اب نیند کہاں۔ جھلاہٹ میں اٹھ کر ایک سگرٹ سلگائی اور پلنگ پر اکڑوں بیٹھ کر "جبر و اختیار" کے مسئلے پر غور کرنے لگا۔ دفعتاً پھر کئی کتے دوڑتے ہوئے عین میری بیٹھک کے سامنے آئے .... پہلے تو

کچھ سرگوشیاں ہوتی رہیں۔ اس کے بعد ایک صاحب نے قہقہہ لگایا "واہ مولانا کیا ترکیب نکالی ہے!"

"جی ہاں ــــ ذرا دیکھئے تو ــــ" کوئی صاحب حلق پر زور دے کر ناک کے بل بولے! "میرے باپ کا قائم کیا ہوا مدرسہ اور میں ہی دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک دیا جاؤں۔ وہ مزہ چکھاؤں اِن حضرت کو کہ زندگی بھر یاد کریں ــــ جیل میں نہ سڑوا دیا تو نام بدل دینا!"

"ضرور ضرور ــــ صبر کی بھی حد ہوتی ہے!" کسی نے لقمہ دیا یہاں بھی صبر کی حد ہو چکی تھی! ــــ بلغا کر لٹھ اٹھایا۔ باہر نکلتے ہی سین "نیڈ آؤٹ" ہو گیا! پھر میں نے جھنجلا کر جو ایک لٹھ رسید کیا ہے تو خود میرے ہی سر کے تین ٹکڑے ہو گئے ــــ انا للہ وانا الیہ راجعون!۔

صرف ۳۰ اپریل سنہ ۱۹۶۰ء تک

اشتہار منجانب "ہمدم کوآپریٹو فارمنگ سوسائٹی لمیٹڈ۔ حیدرآباد / کراچی
صدر دفتر۔ ۸۵/۶ نور چیمبرز بندر روڈ ــ کراچی۔ فون نمبر 57306

سوسائٹی ہذا ۴۰۰ (چار صد) مہاجر کاشتکار خاندانوں کو غلام محمد بیراج میں معہ جدید ترین آلات کاشتکاری آباد کرنا چاہتی ہے ــ اِس سلسلے میں یو۔ پی اور سی۔ پی کے کاشتکار خاندان جو بیراج میں کھیتی کرنا اور مستقل طور پر آباد ہونا چاہتے ہوں فوری طور پر متوجہ ہوں اور سوسائٹی کے دفتر ۸۵/۶ نور چیمبرز، بندر روڈ۔ کراچی سے ضروری معلومات حاصل کریں!۔

سوسائٹی کی "رکن سازی" ۳۰ اپریل کے بعد بند کر دی جائے گی اور پھر کوئی درخواست قابل قبول نہ ہوگی ــ اس لئے جلدی کیجئے۔

غلام محمد بیراج کے علاقے میں ۱۰۰۰۰ (دس ہزار) ایکڑ زمین کے الاٹمنٹ کے مسئلہ پر حکومت مغربی پاکستان غور کر رہی ہے۔ چند ہی روز میں یہ مسئلہ بھی طے ہو جائے گا۔

المشتہرین

منصور عالم
(ایڈوکیٹ) صدر ــ سوسائٹی ہذا

اختر الدین احمد
بی-اے مینیجنگ ڈائرکٹر سوسائٹی ہذا

فنکار

شاہد منصور

(۱)
ایک جیب کترے کا
میں رہینِ احساں ہوں
بوجھ کم کر دیا ہلکا

(۲)
اس جہانِ کہنہ میں
کون مردِ میداں ہے
خار کے بیاباں میں

(۳)
خار کے بیاباں میں
ایک بوٹے اک کانٹے
فرق زاویوں کا ہے

(۴)
خارزارِ ہستی میں
یوں ہی ہوتی آئی ہے
ایک بوٹے اک کانٹے

(۵)
کون لاکھ کی دولت
میری جیب کی زینت
بن گئی تھی پہلی کو

(۶)
ذہن بیچتا ہوں میں
علم بیچتا ہوں میں
ورنہ فاقے ہی ہوتے

(۷)
میرے ذہن کی عصمت
میرے علم کی قیمت
ایک ماہ کی اجرت

(۸)
چند کاغذی سکے
نوٹ لال نیلے سے
شکر ہے خداوندا

(۹)
خوں مری رگوں کا ہے
جوت میری آنکھوں کی
ورنہ فاقے ہی ہوتے

(۱۰)
آرٹ جیب کترے کا
ایک ہاتھ کی جنبش
اور جیب خالی ہے

(۱۱)
جیب اب تو خالی ہے
کیوں خیال کے بادل
ذہن پر برستے ہیں

(۱۲)
گھر سے تار آیا ہے
چھوٹے بھائی کی شادی
اگلے چاند کو ہوگی

(۱۳)
شیخ جی کے سگریٹ کے
تیس روپے باقی ہیں
ان کو بھی تو دینا ہے

(۱۴)
کین ٹین کا مالک
رزق کا فرشتہ ہے
وہ بھی آنے والا ہے

(۱۵)
اور میر صاحب بھی
قرض کے لئے میری
راہ دیکھتے ہوں گے

(۱۶)
اور مکاں کا مالک
رات کو جو آئے گا
کیا جواب دوں گا میں

(۱۷)
یہ مرا پھٹا جوتا
لیس بھی تو غائب ہے
اگلے ماہ دیکھیں گے

(۱۸)
گرم کوٹ سوچا تھا
اس دفعہ بنائیں گے
سردی بڑھتی جاتی ہے

(۱۹)
سردی بڑھتی جاتی ہے
جیب میں دونی ہے
چل کے چائے تو پی لوں

(۲۰)
پھر یہ سوچتا ہوں میں
چھوڑ دوں کلرکی کو
کیوں نہ جیب ہی کاٹوں

آبِ وفات

• ابن صفی

المعروف بہ

تذکرۃ الشعراء

مولانا آزاد کے پیروں کی خاک میرے سر پر ..... اِس اٹکل پچو کا مقصد "آبِ حیات" کی تضحیک نہیں — طالب علمی کے زمانے میں ایک ایسے بزرگوار کو چڑانے کے لئے یہ حرکت سرزد ہوئی تھی جنہیں "آبِ حیات" کا جنون تھا — کوئی تذکرہ ہو "آبِ حیات" حیرت انگیز طور پر ٹپک پڑے گی — پھر آپ بیٹھے سوچا کیجئے کہ آخر بینگن کے بھرتے کے فضائل کے درمیان "آبِ حیات" کا پہلو کہاں سے نکل آیا — بہرحال پرانا فائیل دیکھتے وقت اس پر نظر پڑ گئی ..... سوچا اس بار تو یہی چلے گا ..... لیجئے ملاحظہ فرمائیے — یہ مضمون بھی آٹھ سال پہلے ماہنامہ نکہت الہ آباد میں طغرل فرغان کے نام سے شائع ہوا تھا

ابن صفی

تمہید :-

ایک دن دوستوں سے خفا ہو کر بیٹھا مکھیاں مار رہا تھا کہ اچانک ایک مکھی نے ناک پر بیٹھ کر مطلع عرض کیا ۔

کیا سیکھتا ہے ظالم لطف و کرم کے بدلے
آخر تجھے ملیں گے ظلم و ستم کے بدلے

مجھے فوراً خیال آ گیا کہ میں واقعی بڑا ظلم کر رہا ہوں اور پھر یہ نہ بھی ہی تو مکھی مارنے سے کیا حاصل — اِس سے بہتر تو یہی ہے کہ ادب ہی کی کچھ خدمت کر ڈالوں ..... خیال آیا کہ "مکھی نامہ" لکھوں مگر پھر سوچا کہ ممکن ہے نقاد حضرات اسے موجودہ سماجی مسائل سے غیر متعلق چیز سمجھ کر مجھے دودھ کی مکھی ہی کی طرح "دنیائے ادب" سے نکال پھینکیں ۔ اس لئے مناسب یہی معلوم ہوا کہ "تذکرۃ الشعراء" لکھ ڈالوں ۔

اس سے پہلے بھی بہتیرے تذکرے، لکھے جا چکے ہیں ۔ جن کا مطالعہ کرنے سے اِس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ ابھی تک سبھی ایک ہی لکیر کو پیٹتے چلے آئے ہیں ..... کسی نے بھی چند مخصوص شعراء کے علاوہ جنہیں زمانے کی کور ذوقی نے خواہ مخواہ اُچھال دیا تھا ۔ کسی اور کا تذکرہ نہیں کیا اور کرتے بھی کیونکر جبکہ تحقیق و تجسّس کا مادّہ ہی نہ تھا ۔ ایک نے دوسرے کا تذکرہ اُٹھایا ۔ اِدھر اُدھر زبان میں کچھ تبدیلیاں کیں اور ترتیب میں ردّ و بدل کر کے دنیا کے سامنے پیش کر دیا اور اُس پر تمہید ایسی کہ پڑھنے والے افلاطونِ زماں سمجھ بیٹھے ..... کوئی میر تقی ہیں سنا ہے کہ انھوں نے بھی حال ہی میں کوئی نیا بکھیڑا کیا ہے ..... خود کو تذکرہ نویس کہہ کر شریفوں کی پگڑیاں اُچھالتے ہیں ..... اللہ اللہ کیا زمانہ ہے کہ بنئے بقال بھی صاحبِ قلم کہلانے لگے ..... اور شریفوں کے منہ آنے لگے ۔

خیر اس کا ماتم کہاں تک کیا جائے ..... یہ سب علامتیں قربِ قیامت کی دلیل ہیں ..... ابھی کیا ہے ..... کچھ دنوں بعد دجّال اونٹ پر

سوار ہو کر آئے گا اور مصرعہ طرح تقسیم کرکے خاصی ہڑبونگ مچائے گا! پھر یاجوج ماجوج اگر سب کو کھا جائیں گے ... لہٰذا قبل اس کے کہ یاجوج ماجوج اگر سب کو کھا جائیں میں اپنا تذکرہ مکمل کرکے یادِ الٰہی میں مشغول ہو جانا چاہتا ہوں تاکہ سند رہے اور بوقت ضرورت پر کام آئے!۔

واضح رہے کہ میں اپنے تذکرہ میں صرف اُن ہستیوں پر روشنی ڈالوں گا جن کو حلقہ بندی کی لعنت نے کبھی نہ اُبھرنے دیا ... اُن کو ایسی گہری تاریکی میں پھینک دیا جہاں کسی تذکرہ نویس کی نگاہیں نہ پہونچ سکیں —

تذکرے کو شروع کرنے سے پہلے یہ بھی سمجھ لیجئے کہ میں خواہ مخواہ جائے پیدائش اور مقام وفات وغیرہ کے بکھیڑوں میں نہ پڑونگا اس کے لئے ایک موٹا سا اصول بتائے دیتا ہوں وہ یہ کہ ہر قدیم شاعر خواہ کہیں پیدا ہوا ہو دلّی ضرور پہونچا ہوگا اور اخیر عمر میں اُسے لکھنؤ جانا پڑا ہوگا اور وہیں وفات بھی پائی ہوگی!۔

تمہید ختم ہوئی اب ایسے ایسے صاحبانِ کمال کی آمد آمد ہے جنھوں نے گلزارِ اردو کو اپنے خون سے سینچ سینچ کر صحرائے نجد بنا دیا!

شیخ پہلوان بخش متخنی

آباؤ اجداد منگولیا سے بغرض تجارت ہندوستان آئے تھے اکبر اعظم کا عہدِ زریں تھا ... اس لئے یہیں کے ہو کر رہ گئے ... آپ کے آباؤ اجداد کا سلسلۂ نسب براہ راست شیخ لنڈھور بن سعدان سے ملتا ہے ... آپ کے والد بزرگوار صوفی منش آدمی تھے ... اس لئے اُن کی شادی شیخ چھپّانی کی صاحبزادی سے ہوئی۔ شیخ چھپّانی عربی و فارسی کے ایک بلند پایہ شاعر تھے اس لئے اُن کا طوطی بہت زور سے بولتا تھا اور نقار خانے میں اُسی کی صدا صاف سُنائی دیتی تھی۔ شیخ پہلوان بخش متخنی شروع شروع میں اُنھیں سے اصلاح لیتے رہے۔ ایک دن کسی بات پر بردا شتہ خاطر ہو کر اپنی خالہ کے یہاں چلے گئے اور عرصہ تک اُن کے دامنِ تلمذ سے بھی وابستہ رہے ... طبیعت میں حد درجہ تیکھا پن تھا اس لئے وہاں بھی نہ نبھی اور ایک دن اپنے خالو کو قلعہ جنگ کے داؤں پر لا کر جو مارا تو وہ چاروں خانہ چت گرے اور اللہ کو پیارے ہو گئے ... اس کے بعد میر شرافت علی پاکباز کے ہاتھ پر بیعت کی اور مرتے دم تک اُنھیں کا دم بھرے گئے!۔

شیخ صاحب بھی اپنے والد ماجد کی طرح صوفی منش آدمی تھے اس لئے ہر وقت اُن کے گرد "طفلان پری رو" کا جمگھٹا رہتا تھا۔ "عشق مجازی سے عشق حقیقی تک" پر ایمان رکھتے تھے ... اکثر فرماتے تھے کہ معشوقِ حقیقی تک پہونچنے کے لئے ایک عدد معقول قسم کے معشوق مجازی کی ہستی نہایت ضروری ہے ... عورتوں سے انتہائی نفرت کرتے تھے فرماتے تھے کہ یہی وہ عورت ہے جس نے آدم کو ورغلا کر معشوقِ حقیقی کی نافرمانی کرائی تھی بھلا اس کی وساطت سے کوئی اُس تک کیونکر پہونچ سکتا ہے۔

طبیعت کے جوش و خروش کا یہ عالم تھا کہ اکثر راہ چلتے پوری پوری غزلیں کہہ لیا کرتے تھے ...... معمولی معمولی باتوں پر شعر ہو جانا تو کوئی بات ہی نہ تھی۔ ایک دن بازار میں میانے پر سوار چلے جاتے تھے کہ اچانک عطار کے لڑکے پر نظر پڑی ... چاند سا مکھڑا اُس پر غضب یہ کہ لاپروائی اور الھڑپنے سے رخساروں پر زلفیں بکھر رکھی تھیں ... دیکھتے ہی بے قابو ہو گئے ... سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا ... دیکھئے کیا موقع کا شعر کہا ہے ؎

ہائے ابرِ سیہ سرِ بازار
دل جو مچلا تو کیا کریں گے ... ہم

میانہ قد گندم گوں اور ہنس مکھ آدمی تھے ... ڈیڑھ تھان کا پائجامہ اور تین تھان کا انگرکھا زیب تن فرماتے تھے ... جریب زیتونی کہ رفیقۂ حیات تھی کسی وقت جدا نہ ہوتی ... اکثر تفریحاً افیون سے بھی شوق فرما لیا کرتے تھے ......

نمونۂ کلام انتہائی جستجو کے باوجود بھی نہ مل سکا جس کا افسوس ہے ... اسّی برس کی عمر میں ایک معشوقِ مجازی کے والدِ حقیقی

کے ہاتھوں شہید ہو کر جنت الفردوس کو سدھارے ۔۔۔ ابھی تک قطعہ تاریخ وفات کی تلاش جاری ہے ۔

میر تفضّل حسین یتیم

میر تفضّل حسین نام یتیم تخلص فرماتے تھے ۔۔۔ شرفائے نسیم آباد میں سے تھے ۔۔۔ آباؤ اجداد محمد تغلق کے زمانے میں تبت سے آئے تھے ۔۔۔ سرزمین ہند ایسی پسند آئی کہ پھر پلٹ کر نہ گئے ۔۔۔ دربار شاہی میں بڑے بڑے عہدے حاصل کئے اور یہیں کے ہو رہے!

میر تفضّل حسین کو بچپن ہی سے شعر کہنے کا شوق تھا۔ چنانچہ نو برس کی عمر میں ایک مثنوی "زور شباب" کے نام سے کہی اور مشہور خلائق ہو گئے ۔۔۔ یہ وقت وہ تھا جب دلی میں ایک سے ایک صاحب کمال موجود تھا ۔۔۔ ایک طرف میر و مرزا کی چشمکیں تھیں تو دوسری طرف جانِ جاناں و آبرو کی چوٹیں تھیں ۔۔۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کسی نہ کسی کے آگے زانوئے ادب تہہ کرنا سعادت جانتے تھے ۔۔۔ چنانچہ میر یتیم بھی مرزا شباہت علی نمکین کے دامن تلمذ سے وابستہ ہو گئے!

بے پناہ کہتے تھے ۔۔۔ اور بات بات پر کہتے تھے ۔ مشاعروں میں جب بھی شرکت کرتے تھے ششش غزلہ اور ہفت غزلہ سے کم نہ کہتے اکثر تو ایسا ہوتا کہ مشاعرے کا آغاز و اختتام انھیں پر ہوتا ۔ دوسرے شعراء منہ ہی تکتے رہ جاتے ۔۔۔ یہی وجہ تھی کہ اُن کے دوست کم اور دشمن زیادہ تھے ۔ اسی دشمنی اور تعصب نے اُنھیں شاہی دربار تک نہ پہونچنے دیا!

اس قسم کے دُشمنوں کو نیچا دکھانے کے لئے آپ نے ایک غزل کہی تھی جس کا مقطع بڑی چھان بین کے بعد مل سکا ہے ؎

پھونک دے گی تمھیں یتیم کی آہ
دل جلوں سے بھی تم نہیں واقف

گٹھیلے جسم کے تنومند انسان تھے ۔۔۔ فن سپہ گری، کشتی اور تیر اکی میں ماہر تھے ۔۔۔ گلا ایسا پایا تھا کہ دلی کی کنجنیاں اور ڈومنیاں اُن کی قسم کھاتی تھیں ۔۔۔ بہت ہی وضعدار بزرگ تھے امرود بکثرت کھاتے تھے ۔۔۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ امرود نہ ہوتا تو پھر ہم بھی دنیا میں نہ آتے ۔۔۔

پچاسی برس کی عمر میں امرود کے درخت سے گر کر جاں بحق تسلیم ہوئے ۔ کسی شاگرد نے قطعہ تاریخ وفات کہا جس کا آخری مصرعہ دستیاب ہو سکا ہے ؏

شاعرِ امرود رخصت ہو گیا

نمونہ کلام کے لئے آپ کی کلیات خرید کر پڑھئے ۔

سلام اللہ خاں لذیذ

نام سلام اللہ خاں ۔ لذیذ تخلص ۔۔۔ آپ کے آباواجداد شاہان مغلیہ کی سرکار میں اچھے عہدوں پر فائز تھے ۔۔۔ آپ نے جب آنکھ کھولی تو خود کو سپاہیانہ ماحول میں پایا ۔۔۔ آپ کے والد ماجد نے لاکھ کوشش کی کہ آپ اپنے اجداد کے نقش قدم پر چلیں لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا ۔۔۔ جب آپ سات برس کے ہوئے تو باقاعدہ آپ کی بسم اللہ ہوئی اور اس کے بعد حافظ شرافت علی تلوار کے مکتب میں آپ نے کریما شروع کی ۔۔۔ اُستاد شاعر تھا اس لئے رواج کے مطابق آپ بھی شاعری میں دلچسپی لینے لگے ۔ ایک عرصہ تک چھپ چھپ کر شاعری کرتے رہے آخر تابکے ایک دن یہ راز افشا ہو ہی گیا! اسلئے مجبوراً آپکو میر چھنگو کے دامن تلمذ سے وابستہ ہونا پڑا ۔ کچھ دنوں کے بعد طبیعت اُچاٹ ہوئی تو شیخ مریخ بخش تاریک کا دامن تھاما ۔ پچیس سال کی عمر میں دربار تک رسائی ہوئی ۔۔۔ چونکہ اس درمیان میں اُستادِ شاہ اتفاق سے رحلت فرما گئے اس لئے آپ کو جبل الشعراء کا خطاب عطا ہوا ۔۔۔

نہایت حاضر جواب اور بذلہ سنج بزرگ تھے ۔

لطیفہ :۔ ایک دن ڈیوڑھی سے سوار ہو کر محلسرا کی طرف جاتے تھے کہ راہ میں چھبیلی بھٹیارن کی دوکان پڑی ۔۔۔ وہ انھیں دیکھتے ہی دوڑی ۔۔۔ آداب بجالا کر دست بستہ عرض کیا ۔

"حضور کا اسم مبارک ؟"

مسکرا کر فرمایا "مجھے سلام اللہ خاں لذیذ کہتے ہیں۔"

بھٹیارن جھینپ کر چپ ہو گئی اور جملہ حضرات کہ ہمرکاب تھے ہنسی کے مارے بے حال ہو گئے .... ذہانت کا یہ حال تھا کہ بڑے بڑے صاحبان کمال ہر وقت لوہا ماننے پر تیار رہتے تھے ... ایک دن دربار میں حاضر تھے ... حضرت پناہ نے ان کی طرف اشارہ کر کے حاضرین سے کہا کہ ابھی سمجھ میں نہیں آتا کہ قطب مینار کیونکر بنایا گیا۔ عقل سخت حیران ہے .... حضرت جمیل الشعراء سمجھ گئے کہ اُن کا امتحان مقصود ہے .... پہلے تو انتظار کرتے رہے کہ کوئی درباری جواب دے مگر جب یہ دیکھا کہ سب کی عقلیں جواب دے گئی ہیں تو .... ریش مبارک پر ہاتھ پھیر کر فرمایا۔ "ولیٔ نعمت سوال ایسا مشکل نہیں کہ عقل کو پیچ و تاب ہو .... عقلائے یونان تو کچھ اور کہتے ہیں مگر میرے تئیں سب سے پہلے ایک بہت گہرا کنواں کھودا گیا پھر اسے اُلٹ کر اُس پر اس قدر استر کاری کی گئی ... کہ قطب مینار ہو گیا —" یہ جواب سن کر جہاں پناہ اور تمام درباری انگشت بدنداں رہ گئے ... حاجب و دربان اس قدر روئے کہ شمال میں ہمالیہ پہاڑ اور جنوب میں بحر ہند کا قیام عمل میں آیا ....

شعر پڑھنے کا انوکھا طرز ایجاد کیا تھا .... روٹھنے کا مضمون ہوتا تو شعر پڑھتے وقت اس بُری طرح روٹھتے کہ سامعین کا کلیجہ منہ کو آنے لگتا ... رقص کا مضمون ہوتا تو کھڑے ہو کر بھاؤ بتاتے ... اکثر گل و بلبل کے مضامین کے لئے گلے میں متعدد جھولیاں لٹکائے رکھتے تھے ... ادھر شعر پڑھ رہے ہیں اور اُدھر دونوں ہاتھ جھولیوں میں گل و بلبل کی تلاش میں سرگرداں ہیں ... ایک ہاتھ سے بلبل نکالا اور دوسرے سے گل ... اور ایسا سماں باندھا کہ سامعین جھوم جھوم اُٹھے ... ایک مشاعرہ میں غزل پڑھتے وقت اتفاق سے مضمون "تیرِ نظر" کا آ گیا ... کاندھے سے کمان اتاری۔ ترکش سے تیر نکالا ... چلّے میں رکھ کر جو کھینچا تو میر مشاعرہ کے کلیجے کے پار تھا!

دشمنوں نے کہا کہ برِ بنائے دشمنی ایسا کیا مگر اہلِ دل تاڑ گئے کہ معاملہ کچھ اور ہی ہے .... کسی دوسرے مشاعرے میں جب شمع ان کے سامنے آئی تو مطلع پڑھا ....

دمک رہا ہے اُن کا مکھڑا شوخی کے انگاروں میں
ضبط کا خرمن پھونک رہے ہے آگ لگے رخساروں میں

دوسرا مصرعہ پڑھتے وقت شمع اُٹھائی اور قریب بیٹھے ہوئے ایک بزرگ کی ڈاڑھی میں آگ لگا دی .... ایک دوسری روایت ہے کہ لگائی نہیں صرف دھمکی دی ... مگر راقم الحروف کے نزدیک پہلا ہی بیان سچ معلوم ہوتا ہے کیونکہ اگلے وقتوں میں اس قسم کی باتیں آدابِ مجلس میں داخل تھیں ... اُس وقت اساتذہ ایک دوسرے کی شان میں گالیاں نظم کرتے تھے اور اسے عیب نہ جانتے تھے ....

ان دنوں میر نجابت علی کے مکان پر ماہانہ مشاعرے ہوا کرتے تھے .... وہاں صاحبانِ کمال کا اچھا خاصا جماؤ ہوتا تھا۔ یہ بھی کبھی کبھی صاحبِ مشاعرہ کے بیحد اصرار پر شرکت کر لیا کرتے تھے۔ ایک شب غزل پڑھتے پڑھتے جب اس شعر پر پہونچے ؎

عشق فنا کا نام ہے حُسن کے ناز اُٹھائے کون
اپنے گلے پہ اے لذیذ کیوں نہ چھری ہی پھیر لیں

تو دوسرا مصرعہ پڑھتے ہوئے بے ساختہ کمر سے خنجر کھینچ اپنا گلا ریت لیا ... انا للہ .... الخ

کسی نہ کسی شاگرد نے قطعہ تاریخ وفات ضرور کہا ہوگا — نمونۂ کلام کے لئے کسی کتب فروش سے خط و کتابت کیجئے — !

بحمد اللہ کہ پہلا حصہ بحسن و خوبی تمام ہوا اگر صاحبانِ عقل و دانش نے اسے سرمۂ چشم بصیرت بنانا منظور کیا اور فرمائش کی تو جلد دوسرا حصہ بھی ہدیۂ ناظرین کر دوں گا۔

تمت

عاصی پُر معاصی ہیچمدان ابن صفی عفی عنہٗ

بہ اہتمام لالہ لال بہادر مطبع چنا خور میں چھپ کر شائع ہوا۔

غلطی میری ہی تھی

مباحثہ (شوکت تھانوی، زہرہ شوکت تھانوی)

شوکت ۔ سوال یہ ہے کہ اگر میاں اور بیوی میں صحیح ذہنی رابطہ نہیں ہے تو قصور کس کا ہے ؟

زہرہ ۔ اگر مان لے تو میاں کا ورنہ بیوی کی قسمت کا ۔

شوکت ۔ گویا دونوں صورتوں میں اگر نہیں ہے تو بیوی کا قصور ۔ اس لئے کہ بیوی ہوتی ہے عورت، اور عورت نے تاریخ عالم میں آج تک کبھی اپنے قصور کو قصور نہیں کہا ۔ آپ ہی پر منحصر نہیں ہے ۔ میں تو اس عورت کے عورت پن کی طرف سے مشکوک ہو جاتا ہوں جو مجھ کو اعتراف کرتے آس پاس بھی نظر آئے ۔ جو اعتراف کر لے وہ عورت ہی کیا ۔

زہرہ ۔ انتظار کر رہی ہوں کہ آپ دم لیں تو میں بھی کچھ عرض کروں !

شوکت ۔ یہ تو خیر دم دلاسے کی بات ہے ۔ بہرحال فرمائیے میں چپ ہوں

زہرہ ۔ طے یہ کرنا ہے کہ اپنے رنگ میں کون کس کو رنگے ۔ میاں بیوی کو یا بیوی میاں کو ؟

شوکت ۔ یہ تو معاملات پر منحصر ہے ۔ دونوں میں سے جس کا رنگ چوکھا ہوگا وہی رنگے گا اپنے رنگ میں ۔

زہرہ ۔ میں تمام دنیا کی بات نہیں کرتی اپنی اور میری مثال ہی لے لیجئے

شوکت ۔ چلئے یہی سہی، مگر انصاف شرط ہے ۔ خدا کو حاضر و ناظر جان کر بتائیے گا کہ میں نے ہمیشہ اپنے کو آپ کی مرضی کے عین مطابق بنانے کی کوشش کی ہے یا نہیں ؟

زہرہ ۔ کوشش کریں آپ کے دشمن مدعی، میں تو یہ جانتی ہوں کہ میں ہمیشہ آپ کے چشم و ابرو کو دیکھتی رہی ہوں کہ اس وقت سرکار کی مرضی کیا ہے ؟

شوکت ۔ خیر یہ تو آپ سے زیادہ شاید مجھ کو کرنا پڑتا ہے ۔ مگر مجھ کو اس کا اعتراف ہے کہ میں آپ کے چشم و ابرو کی عبارت پڑھنے میں ہمیشہ دھوکا ہی کھاتا ہوں !

زہرہ ۔ دھوکا آپ اس لئے کھاتے ہیں کہ عینک آپ ہی کی ہوتی ہے مرد کی یہی تو زبردستی ہے کہ وہ عورت کی وہی منشا دیکھنا چاہتا ہے جو خود اس کی ہو ۔

شوکت ۔ پھر اسی الزام ہے ۔ کم سے کم میں ان مردوں میں سے نہیں ہوں

زہرہ ۔ یہ سن کر بڑی مسرت ہوئی کہ آپ ان مردوں میں سے نہیں ہیں ۔ بہرحال ہیں مرد ۔ اور مجھ کو تربیت دی گئی ہے کہ میں اپنے آپ کو میاں کی مرضی کے مطابق ڈھالوں ۔

شوکت ۔ ماشاء اللہ، تو یہ گویا آپ میری مرضی کے سانچے میں اپنے کو ڈھالا کرتی ہیں جو آئے دن بک بک جھک جھک رہتی ہے ۔ جب دیکھئے ۔ کھٹ پٹ رہا کرتی ہے ۔ میں پوچھتا ہوں جب ایسی ہی ایثار پیشہ ہیں تو لڑائی جھگڑا کیسا ؟

زہرہ ۔ اسی پر تو مجھ کو حیرت ہوتی ہے کہ یہ سب کچھ کیوں ہوتا ہے اور جو کچھ میں سمجھتی ہوں اگر سچ سچ کہہ دوں تو ابھی قیامت آجائے ۔

شوکت ۔ اجی دیکھ لیجئے یہ آپ کی زیادتی ہے یا نہیں کہ میں کس قدر صلح جویانہ انداز سے باتیں کر رہا ہوں اور آپ مجھ کو ایٹم بم سمجھ رہی ہیں اور خواہ مخواہ ہیروشیما بنی جاتی ہیں ۔ آپ کے اسی طرز عمل نے دنیا جہان میں مجھ کو غصہ ور مشہور کر دیا ہے ۔

زہرہ ۔ اچھا اب دیکھئے برا نہ مانئے گا، شاہدہ کی شادی کے تحفے کے قصے میں میرا کیا قصور تھا ؟

شوکت ۔ آپ چاہتی تھیں کافی سٹ دینا اور میں چاہتا تھا آئس کریم سٹ دینا

زہرہ ۔ بھلا غور تو کیجئے اس موسم میں آئس کریم سٹ کا کون سا تک ہے ۔

شوکت ۔ آپ کو معلوم ہے کہ مجھ کو کافی کے نام سے وحشت ہوتی ہے ۔ ایک پیالی پلا دیجئے، حقہ کا پانی سمجھ کر زہر مار تو کر لوں گا ۔ مگر رات بھر

خشکی کے مارے نہ نیند آئے گی نہ موت۔

زہرہ۔ آپ اپنے لئے تو نہیں لے رہے تھے تحفہ دینا تھا کسی کو۔

شوکت۔ پھر اسی کی کیا ضرورت تھی کہ کافی سٹ دیا جائے؟ زہر خورانی کا سٹ بھی دیا جا سکتا تھا۔ میں تو آئس کریم سٹ اس اُمنگ کے ساتھ لایا تھا کہ آپ اس کے حسین پیالے دیکھ کر جھوم اُٹھیں گی' اور میرے انتخاب کی داد دیں گی۔ مگر یہ ہوا آئینہ ورنہ دکھاتا کہ کیا بُرا منہ بنایا تھا آپنے اس تحفہ کو دیکھ کر

زہرہ۔ فرض کر لیجئے کہ مجھکو وہ ناپسند ہی ہوا تھا تو بھی کیا آپ کو یہی چاہئے تھا کہ اٹھا کر جو پھینکا ہے اسکا بکس تو ایک ایک کے چھ چھ پیالے بن گئے۔

شوکت۔ پھر آخر کہاں تک انسان اپنے کو قابو میں رکھے؟ آپ کو کیا معلوم کہ میں کن راستوں سے گذرتا ہوا بازار تک پہونچا۔ بازار کی کتنی دُکانیں جھانکیں' مول تول میں کتنا وقت صرف کیا۔ انتخاب میں... کس دیدہ ریزی سے کام لیا۔ اور جب ان تمام مرحلوں سے گذر کر اپنے نزدیک سارے بازار کی جان نکال کر لایا۔ تو آپ کی ایک نگاہ تحقیر نے میرا تو دل ہی توڑ دیا۔ اور اُلٹا مجھ پر الزام کہ میں نے سٹ کیوں توڑا؟

زہرہ۔ آپ نے اچھا کیا توڑا مگر سوال تو یہ ہے کہ ہمارے اور آپ کے درمیان یہ اختلاف خیال ہی کیوں ہوا؟۔

شوکت۔ ہاں بے شک سوال تو یہی ہے کہ ہم دونوں نے کافی سٹ اور یا دونوں نے آئس کریم سٹ کیوں نہ چاہا؟

زہرہ۔ خیر اس قسم کا اختلاف خیال تو ہوتا ہی رہتا ہے۔ دونوں کے.... دماغوں میں کوئی بجلی کا سوئچ تو لگا نہیں ہے کہ بٹن دبایا اور ایک ہی قسم کی روشنی دونوں نے دے دی۔

شوکت۔ جمیلہ خالہ اور بڑے خالو کو دیکھ لو نا۔ رشتہ میں ایک دوسرے کے میاں بیوی نہیں بلکہ جی ہاں اور جی حضور معلوم ہوتے ہیں۔ میاں نے کہا دن ہے۔ بیوی بولیں بالکل دن ہے۔ یہ تارے تھوڑی ہیں۔ سورج ٹوٹ گیا ہے اس کے ذرے ہیں۔ بیوی نے کہا آج سردی زیادہ ہے۔ میاں نے پنکھا ہاتھ سے رکھ کر انگیٹھی ہی تاپنا شروع کر دی۔ کوئی مرجائے تو دونوں یا تو کورس میں روئیں گے یا ترتیب کے ساتھ آہیں بھریں گے۔ کیا مجال کہ میاں چھپالیں آنسو بہائیں اور بیوی پینتالیس بہا کر رہ جائیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ تخریبی آنسو قدم ملا ملا کر پریڈ کر رہے ہیں۔

زہرہ۔ خیر ان کی نہ کہئے۔ ان کے یہاں تو میاں بیوی کے تعلقات ہیں وہ نمائش اور تجارتی لین دین معلوم ہوتا ہے کہ ہنسی آجاتی ہے۔ مگر ہمارے یہاں کا قصہ ہی کچھ اور ہے۔

شوکت۔ وہی تو میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ قصہ کیا ہے اسی کا پتہ چل جائے تو قصہ ہی ختم نہ ہو۔

زہرہ۔ مجھ میں تو اتنی ہمت ہے نہیں کہ میں اتنا بڑا سچ آپکے منہ پر بول جاؤں۔

شوکت۔ دیکھئے بیگم صاحبہ آپ کا بس یہی طریقہ زہر لگتا ہے۔ آپ دراصل مجھ سے ڈرتی ورتی تو خاک بھی نہیں ہیں اور نہ ڈرنا چاہئے۔ مگر ظاہر یہی کرتی ہیں کہ گویا میں نہائت خوفناک درندہ ہوں۔

زہرہ۔ میں آپ سے نہیں ڈرتی' آپ کے غصے سے ڈرتی ہوں۔

شوکت۔ پھر وہی غصہ' آپ نے میرے غصے کا وہ ڈھنڈورا پیٹا ہے کہ آپکے میکے کے ایک ایک گھر میں بچے میرے نام سے ڈرائے جاتے ہیں اور آپ کے علم کے قصیدے پڑھے جاتے ہیں کہ ایسے بھوت کے ساتھ بیچاری آسیب زدہ لڑکی زندگی کے.... دن کاٹ رہی ہے۔

زہرہ۔ اب آپ خود ہی دیکھ لیجئے کہ یہ غصہ نہیں تو اور کیا ہے۔

شوکت۔ یہ غصہ ہے؟ اس کو غصہ کہتے ہیں۔ خدا کے واسطے میرے حال پر رحم کیجئے.... صاحب یہ تو میں اپنا درد دل کہہ رہا ہوں' آپ کی سرکار میں اپیل کر رہا ہوں اور اگر یہ بھی غصہ ہے تو خدا مجھ نامراد کو غارت ہی کر دے۔

زہرہ۔ لیجئے کوسا کاٹی شروع ہو گئی۔ بھئی میں نہیں کرتی آپ سے بات۔ آپ ہی سچ کہتے ہیں۔ آپ جیتے اور میں ہاری۔

شوکت۔ اجی نہیں.... ہاریں آپ کے دشمن' ہارا تو میں ہوں کہ جس کی بلند آواز سب سُن لیتے ہیں۔ مگر یہ خاموش چٹکیاں کوئی نہیں دیکھتا.... کوئی نہیں دیکھتا کہ آپ چپکے سے کیا شوشہ چھوڑ جاتی ہیں۔ غلطی میری ہی تھی کہ میں یہ باتیں کرنے بیٹھا۔ اب کان پکڑے.... توبہ کی میں نے بھر پایا۔

(بشکریہ حریم لکھنؤ)

آپ کے صفحات

آپ اور ابن صفی

اَب بھی تبصرے کے لئے ایسے خطوط آ رہے ہیں جن پر لکھنے والوں کے نام اور پتے نہیں ہوتے — ! اگر آپ سنجیدگی سے "تبصرہ" کے خواہشمند ہیں تو اِس سلسلے کی شرائط کو ملحوظ رکھ کر خطوط لکھیئے — !

ابن صفی

عبدالباری صاحب کراچی سے تحریر فرماتے ہیں: "سُنا ہے آپ تین ماہ کے لئے یورپ کے دورے پر جا رہے ہیں! پھر جاسوسی دنیا اور عمران سیریز کا کیا ہوگا — کیا آپ وہاں سے لکھ کر کراچی اور الٰہ آباد بھیجیں گے — یا پھر تین ماہ کی چھٹی کر رہے ہیں - یہ بڑی زیادتی ہوگی صفی صاحب اگر آپ "چھٹی" کی طرف مائل ہوئے —"

● باری صاحب! میں نے بھی سُنا ہے کہ میں تین ماہ کے لئے یورپ جا رہا ہوں لیکن ابھی تک اس خبر کی تصدیق نہیں ہو سکی! ہوائی چھوڑی ہے کسی نے .... میں اور یورپ .... لاحول ولا قوۃ! مگر بھائی یہ کیا مصیبت ہے کہ آپ مجھے تین ماہ کی بھی چھٹی نہیں دے سکتے! ۱۹۵۲ء سے اَب تک شائد ہی کوئی ایسا ماہ گذرا ہو جب میں نے آپ کے لئے ایک یا دو کتابیں نہ لکھی ہوں --- لہٰذا اَب مجھے بھی کچھ نہیں تو صرف ایک ہی ماہ کی چھٹی عنائت فرما دیجئے! زیادہ دور نہیں بس ٹنڈو آدم ہی تک ہو آؤں - ویسے لاہور دیکھنے کو بھی بہت جی چاہتا ہے --- مگر خیر فی الحال ٹنڈو آدم ہی سہی! یقین کیجئے اگست ۵۲ء میں کراچی آیا ہوں لیکن اَب تک صرف دو بار کمبل (کراچی) نے مجھے چھوڑا — ایک بار دو دن کے لئے تفریحاً حیدر آباد گیا تھا --- اور ایک بار ایک اشد ضروری مشن پر دو دن کے لئے راولپنڈی گیا تھا! یہ ۵۳ء کی بات ہے --- پورے سات سال گذر رہے! تو گذارش یہ ہے کہ صرف ایک ہی ماہ کی چھٹی مرحمت فرمایئے ورنہ آخری سفر کی نوبت آیا ہی چاہتی ہے — یعنی گدو بندر — پھر وہاں سے واپسی محال ہوگی!—

نازسرحدی صاحب مردان سے تحریر فرماتے ہیں: "آپ ہر شمارے میں لمبی لمبی کہان دے مارتے ہیں! اگر آپ اپنی کہانیاں مختصر اور ہر شمارے میں نئے موضوع پر لکھا کیجئے اور جاسوسی کارٹون اور جاسوسی لطیفے بھی شائع کیجئے تو کیا بُرائی ہے!"

● ناز صاحب آپکی تجویز معقول تو ہے مگر زیادہ تر پڑھنے والے شکرال کی کہانیاں پسند کر رہے ہیں — فکر نہ کیجئے! انشاء اللہ جلد ہی صفحات میں اضافہ ہوگا اور آپ کی خواہشات بھی پوری ہو سکیں گی! کیا شکرال کی کہانی آپ کو پسند نہیں آ رہی؟

غضنفر علی صاحب لاہور سے تحریر فرماتے ہیں: "زمین کے بادل میں آپ نے لکھا ہے کہ فریدی آدھے گھنٹے تک سانس روک سکتا ہے لیکن "خطرناک دشمن" میں فریدی شیام کے میک اپ میں دُھواں اُگلنے والی مشین کے سامنے گیس ماسک کیوں پہن لیتا ہے!

اس کی کیا ضرورت تھی ــــ ویسے ہی سانس کیوں نہیں روکا تھا !

● غضنفر صاحب مجھے افسوس ہے کہ فریدی صاحب روزے رکھنے کے سلسلے میں ٹنڈو الہ یار تشریف لے گئے ہیں۔ ورنہ اُن سے وجہ پوچھ کر بتا دیتا ! ــــ ویسے میری دانست میں فریدی صاحب خواہ مخواہ اپنی انرجی برباد کرنا پسند نہیں فرماتے۔ زمین کے بادل میں اُنھیں فوری طور پر گیس ماسک دستیاب نہیں ہو سکا۔ ورنہ وہ خواہ مخواہ اپنے پھیپھڑے ہرگز نہ تھکاتے ــــ !

رحیب شہزاد خاں صاحب لاڑکانہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ انھیں شکرال کی کہانی پسند نہیں آئی۔ اُن کی خواہش ہے کہ میں پٹھانوں کی زندگی سے متعلق کہانیاں لکھوں !۔

● شہزاد صاحب ! آپ کو شکرال کی یہ مسلسل کہانی بہت جلد پسند آئے گی ! ابھی تو ابتدا ہے ... نام آپ کو پسند نہیں آئے۔ اچھا آپ ہی کچھ نام مجھے لکھ بھیجئے ! میں اُن میں سے منتخب کر لوں گا !۔ ویسے چونکہ یہ ایک اجنبی ماحول کی کہانی ہے اس لئے نام بھی اُوٹ پٹانگ رکھنے پڑتے ہیں تاکہ اُس ماحول میں کھپ سکیں !۔

پٹھانوں کی کہانیوں سے متعلق آپ کی تجویز معقول ہے! لیکن یہ اُس وقت تک ناممکن ہے جب تک کہ میں مختلف قبائل کے رہن سہن اور طرز حیات سے کماحقہٗ واقف نہ ہو جاؤں میں خود بھی کوشش کر رہا ہوں کہ اپنے سرحدی دلیروں سے متعلق کچھ کہانیاں پیش کر سکوں ! آپ کو تھوڑا سا انتظار کرنا پڑے گا۔ کیوں ! ٹھیک ہے نا !۔

ترنم عثمانی صاحبہ اوکاڑہ سے تحریر فرماتی ہیں کہ میں نقلی ابنوں اور صفیوں کا کوئی علاج کیوں نہیں کرتا... ترنم صاحبہ نے دھوکے میں کوئی کتاب خرید لی تھی ! اُس پر برافروختہ ہو کر بہت کچھ لکھا ہے !۔

● ترنم صاحبہ ! ان لوگوں کا علاج عنقریب ہو جائے گا ! فکر نہ کیجئے ! ایک دو عدد ہوں تو اُن سے نپٹا بھی جائے۔ کئی بوگس ادارے اس قسم کی حرکتیں کر رہے ہیں ... ان سے نپٹنے کا بہترین فارمولا یہی ہو سکتا ہے کہ میں بھی وقتی مشکل کشا "مارشل لاء" کی دہائی دوں ــ اس نے بہت بڑے بڑے مسائل حل کئے ہیں۔ میری مشکل کشائی بھی یہی کرے گا ــ میرے پیچھے تو ہاتھ دھو کر پڑتے ہیں یار لوگ ــــ مثال کے طور پر عرصہ ہوا لاہور میں ایک آدمی نے میرے ناول میری اجازت حاصل کئے بغیر چھاپے تھے اُس کے خلاف مقدمہ دائر ہی کیا تھا کہ اُسی آدمی نے دس مختلف بوگس اداروں سے ناولوں کی غیر قانونی اشاعت کا پروگرام بنا ڈالا ــ یعنی اَب باقاعدہ دس مختلف اداروں پر مقدمات چلاتے جائیں۔ دو تین تک نوبت آئی اُس کے بعد گھوڑے کھول دیے بیچارے ابن صفی نے .... لیکن عین اُسی وقت مارشل لاء رحمت بن کر نازل ہوا اور لاہوری احباب خود بخود ٹھنڈے پڑ گئے ــ سُنا ہے اَب پھر پر تول رہے ہیں کچھ لوگ ــــ لیکن خدا نے چاہا تو اس بار اُنھیں منہ کی کھانی پڑے گی ــ !

عبدالمجید صاحب کراچی سے تحریر فرماتے ہیں کہ آپ نے "زہریلا آدمی" میں تمام تر ذمہ داری بائرن کے باپ کے سر ڈالی ہے جس کی کھلی ہوئی عیاشی نے اُس کو مقدس رشتہ توڑنے پر مجبور کر دیا تھا! بائرن نے اپنا بدلہ صحیح شخص یا اشخاص سے کیوں نہیں لیا؟ کان ضائع ہونے پر اُس وقت اُس کی فطرت کہاں سو رہی تھی !

● مجید صاحب ... آپ غلط سمجھے ہیں ! یہ ایک بڑا کٹھن مسئلہ ہے۔ انشاء اللہ جلد ہی اس سلسلے میں غلط فہمیاں رفع کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ کراچی سے شائع ہونے والے کسی ایسے رسالے میں آپ اِس کے متعلق مضمون پڑھ سکیں گے جس میں نفسیات پر مضامین شائع ہوتے ہوں ! ــ

احمد علی سید صاحب کراچی سے تحریر فرماتے ہیں۔ "آپ نے "زہریلا آدمی" میں INCEST کا ترجمہ استلذاذ بالاقارب کیا ہے۔ لیکن میری دانست میں "استلذاذ بالمحرمات" زیادہ مناسب رہے گا !۔

● سید صاحب! شکریہ! ترجمہ واقعی شاندار ہے!... میں عربی میں بالکل کورا ہوں۔ بس کبھی کبھی انگل سے ہاتھ صاف کر لیتا ہوں! اچھا اب عربی بھی پڑھوں گا۔ "تاؤ" آ گیا ہے — جی ہاں! — تاؤ دلانے کا بھی شکریہ!۔

امجد رسول صاحب کراچی سے اس بات پر خفگی ظاہر کرتے ہیں کہ میں خواہ مخواہ اپنا دھندا پھیلائے چلا جا رہا ہوں اور ہو کچھ بھی نہیں سکتا!... پھر لکھتے ہیں! "جب کسی آدمی کے پاس کافی پیسہ ہو جاتا ہے تو وہ نت نئی ترکیبوں سے اور پیسہ کمانے کی سوچتا ہے!"

● امجد صاحب! خفا ہونے کی ضرورت نہیں... صرف تین ماہ بعد انشاء اللہ آپ کو شکایت کا موقعہ نہ ملے گا! ہر آئیٹم ٹھیک وقت پر آپ تک پہونچے گا۔

ارے آپ بھی وہی پیسے والی بات لے بیٹھے! پتہ نہیں کیوں لوگ میرے متعلق اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ میں بہت مالدار آدمی ہوں بھائی چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں — رہے نام اللہ کا — ہم جیسے لوگ تو گھر میں جورو کے غلام اور باہر قلندر کہلاتے ہیں — اور دن رات اسی چکر میں گذارتے ہیں کہ کچھ پیسہ بھی ہونا چاہیے ورنہ یہ پاپا لوگ واقعی "پاپائیت" کی حدود کو چھونے لگیں گے اور ان کے لئے بھی کچھ نہ ہو سکے گا!۔

ویسے بھائی — جب میں دھندا بڑھاتا ہوں تو مجھے یہ قطعی نہیں معلوم ہوتا کہ ایک ہی ماہ بعد سے بلڈ پریشر کے دورے بھی پڑنے لگیں گے اور تبخیر معدہ بھی حملہ کرے گی دل و دماغ پر — آج کل بیمار ہوں اسی وجہ سے عمران کا ناول بھی لیٹ ہو گیا تھا! اور یہ شمارہ بھی تاخیر ہی سے آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں!۔

سید محمد افضال شاہ صاحب خانکی سے تحریر فرماتے ہیں۔ "مارچ کے میگزین ایڈیشن میں ناصر جمیل صاحب نے ہیجڑوں کے متعلق جو کچھ لکھا ہے غلط ہے۔ جاسوسی دنیا کے خاص نمبر "دشمنوں کا شہر" کا بھیانک مجرم ٹویوڈا جاپان کا ہیجڑا تھا!۔"

● افضال صاحب! آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ کپڑا بننے کی ایک جاپانی مشین بھی ٹویوڈا کہلاتی ہے — ہیجڑوں کے متعلق آپ ناصر جمیل صاحب ہی سے نپٹ لیجئے — خاکسار قطعی خاموش رہے گا — خدانخواستہ "غیر جانبدار" نہ سمجھ لیجئے گا — خاموشی اسی وقت تک برقرار رہے گی جب تک کہ آپ میں سے ایک ہار نہ جائے.... ورنہ جیتنے والے کے ساتھ ہار کون پہنے گا — ! ہا ہا — !

اصغر علی صاحب کراچی سے تحریر فرماتے ہیں! "صفی صاحب! میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ کوئی خاص بات نہیں! بس ملنے کو جی چاہتا ہے۔ کئی بار آپ کے دفتر گیا! لیکن شائد آپ نے رمضان شریف کی وجہ سے پورے ماہ کے لئے آفس بند کر دیا ہے! پھر بتایئے آپ سے کیسے ملاقات کی جائے — !"

● اصغر صاحب! آپ کی خیر و عافیت خداوند کریم سے نیک مطلوب ہے! دیگر احوال یہ ہے کہ آپ کا "بس ملنے کو جی چاہتا ہے" — غالباً مجھ سے مل کر بیحد مسرور ہونا چاہتے ہیں — اور یہ کہہ کر رخصت ہونا چاہتے ہیں کہ "صفی صاحب آپ سے مل کر بیحد مایوسی ہوئی.... میں تو آپ کو کرنل فریدی کا ثانی سمجھ کر آیا تھا!"

عجیب بات ہے کہ یار لوگ مجھ سے مل کر مایوس بھی ہوتے ہیں اور پیچھا بھی نہیں چھوڑتے — آفس اسی لئے بند رکھتا ہوں جناب کہ وہاں بیٹھ کر کام نہیں کر پاتا.... صبح سے شام تک "مایوس" ہونے والوں کی بھیڑ لگی رہتی ہے!.... یہ حضرات غالباً یہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح مرغیاں انڈے دیتی ہیں۔ اسی طرح ابن صفی کہانیاں دیتا ہے"... کچھ دیر اور بیٹھو! — مجھ سے یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ ٹال دوں نہ ملوں یا دس منٹ بعد گھڑی پیش کر دوں... ؟ اخلاقاً بیٹھا میں بھی "بیحد مسرور" ہوا کرتا ہوں... کتابیں لیٹ ہوتی ہیں اور ادھر یہی حضرات مجھے "سنیاس" لے لینے کا مشورہ دیتے ہیں۔ گالیاں لکھ بھیجتے ہیں کہ ابھی تک کتاب مارکیٹ میں کیوں نہیں آئی! اس وقت سمجھ میں نہیں آتا کہ گلے میں گھنٹیاں لٹکا کر بندر روڈ پر سرپٹ دوڑنا شروع کر دوں.... یا ہمیشہ کے لئے "گد" و "بندر" کا راستہ لوں — !

ساجد علی صاحب میرپور خاص سے تحریر فرماتے ہیں

"صفی صاحب میں بہت دنوں سے اندازہ کر رہا ہوں کہ آپ اکثر اپنی بدصورتی کا رونا روتے ہیں ..... مارچ کے میگزین میں آپ نے بھائی اظہر نعیم صاحب سکھر کے خط کا جواب میں بھی یہی دکھڑا شروع کر دیا تھا مجھے افسوس ہے کہ آپ جیسا گریٹ آدمی اپنی صورت کے بارے میں احساس کمتری میں مبتلا ہے ..... آخر ایسا کیوں ہے ؟"

● بس بس ساجد صاحب اس کے آگے جو کچھ آپ نے لکھا ہے اُسے میں منظرِ عام پر نہیں لانا چاہتا ..... ! آپ تو اس طرح سمجھانے بیٹھ گئے ہیں جیسے میں سچ مچ بالکل بدھو ہوں ..... ! محترم ! قصہ تھا تصویر کا ---- یار لوگ آئے دن اِس سلسلے میں فرمائش ٹھونکتے رہتے ہیں ! کوئی صاحب فرماتے ہیں کہ اَب اپنا کوئی بہت ہی آرٹسٹک پوز چھاپیئے ! کوئی صاحب ٹرائی کلر ہاف ٹون تصویر چاہتے ہیں : ستم ہی کہوں گا اِسے کہ ایک حیا والے نے مجھے ایک فلمی اداکار کی تصویر بھیجکر فرمائش کی تھی کہ ویسا ہی پوز بنا کر کیمرے کے سامنے بیٹھوں ...... پھر آپ ہی بتائیے اس قسم کے خطوط کے جوابات لکھتے وقت دماغ کیوں نہ چل جائے میرا ---- ویسے یہ بھی حقیقت ہے کہ میں "گلفام" نہیں ہوں ..... ! کیمرہ ہمیشہ میرا "دل" رکھتا ہے" اور بس ! پھر بھی تصویر کیوں ..... ؟ تصویریں کون سے سرخاب کے پر لگے رہتے ہیں کسی بھی مصنف کی تصویر اُس کی تخلیقات میں تلاش کرنے کی کوشش کیجئے - بڑا پُر لطف مشغلہ ثابت ہوگا ..... اور قوتِ متخیلہ بھی بڑھے گی ! ---- اسی سلسلے میں دوسرا پُر خلوص مشورہ یہ بھی ہے کہ اپنے پسندیدہ مصنفین سے کبھی نہ ملئے ورنہ آپ کو یہ دیکھ کر بڑی مایوسی ہوگی کہ وہ بھی آپ ہی کی طرح بُرا سا منہ بنا کر چھینکتے ہیں - آپ ہی کی طرح "ٹھائیں ٹھائیں" کھانستے ہیں ! اور فرصت کے اوقات میں آپ سے بھی زیادہ تیزی سے جھک مار سکتے ہیں ! ----

محی الدین صاحب ڈھاکہ سے رقمطراز ہیں۔ "آخر آپ کی فلم کب بن چکے گی ! ابھی تک اُس کا کوئی اشتہار بھی نظر سے نہیں گذرا ---- کاسٹ کیا ہے ---- کیا فلم جاسوسی ہوگی ! ----"

● فکر نہ کیجئے ! بہت جلد اشتہارات اور اعلانات بھی آپ دیکھ ہی لیں گے ---- بہتر یہی ہوگا کہ آپ کاسٹ بھی کسی اشتہار ہی میں دیکھیں جی ہاں ! فلم جاسوسی ہوگی ! ----

محترمہ سعیدہ نبی احمد لکھنؤ سے تحریر فرماتی ہیں : "پہلے آپ ہر ماہ دو ناول لکھتے تھے ! اَب ایک ہی لکھ رہے ہیں ..... ظاہر ہے کہ آپ زیادہ نہیں لکھنا چاہتے ؟ پھر آخر یہ میگزینوں کا کھڑاگ کیوں پھیلایا ہے ---- جاسوسی دنیا کا میگزین ایڈیشن تو تھا ہی - اب سُنا ہے کہ آپ عمران سیریز کا میگزین ایڈیشن بھی نکالنے جا رہے ہیں ! صفی بھائی اِس سے تو کہیں زیادہ بہتر یہی ہوگا کہ آپ یہ دونوں میگزین بند کر کے پھر پہلے ہی کی طرح ہر ماہ دو کتابیں لکھا کریں ----!"

● جاسوسی کہانیاں لکھنا میری تفریح ہے ! اور پڑھنا آپ کی تفریح ! لیکن نہ تو میں ہی ساری زندگی محض تفریح میں گذار سکتا ہوں اور نہ آپ ---- لہٰذا میگزین ایڈیشنز کے اجراء کا مقصد یہی ہے کہ تفریح کے علاوہ بھی کچھ ہونا چاہئے ---- یعنی کام کی باتیں - میگزین ایڈیشنز میں آپ کو کام کی باتیں ملیں گی - لیکن تفریحی انداز میں تاکہ آپ اُنھیں کم از کم پڑھ تو لیں ! - اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ کسی کام کی یکسانیت اچھے اچھے ثابت قدموں کو بھی اُکتاہٹ میں مبتلا کر دیتی ہے ..... بھلا میں اس سے کیونکر اور کب تک محفوظ رہ سکوں گا ! - لہٰذا مناسب یہی ہے محترمہ کہ میری مصروفیات مختلف النوع ہوں ..... ورنہ کچھ دنوں بعد آپ ہی کہنا شروع کر دیں گی - "اجی بس رہنے دیجئے ..... یہ جو نیا ناول آپ نے پیش کیا ہے یہ تو آپ ہی کے "فلاں ناول" کا چربہ معلوم ہوتا ہے ----!"

ماہنامہ "عمران" طلباء کیلئے جاری کیا جا رہا ہے ... جن کے والدین کو شکایت ہے کہ میں اُنھیں صرف "سنسنی خیز" کہانیوں ہی میں کیوں اُلجھائے رکھتا ہوں ! اُن کیلئے کوئی تعمیری کام بھی کیوں نہیں کرتا ! میری دانست میں اُن کا یہ مطالبہ حق بجانب ہے کیا خیال ہے آپ کا ---- ؟

بھارت میں اِس کہانی کے حقوق اشاعت جناب عباس حسینی صاحب مدیر ماہنامہ 'نکہت' الہ آباد ۳ کے نام محفوظ ہیں ؛

شکرال کی کہانی

جادوگر کی لاش

ایک صاحب کو شکرال کی کہانی "بلدران کی ملکہ" اس لئے پسند نہیں کہ اِس میں ایک 'روح' کا تذکرہ بھی ہے !۔ اُن کے خیال کے مطابق .... روح کے تذکرے کی بنا پر یہ کہانی "بچوں کی کہانی" معلوم ہوتی ہے !۔ اُن کی خدمت میں گذارش ہے کہ میری ساری کہانیاں نیم بالغ بچوں اور قطعی نابالغ بوڑھوں کے لئے ہوتی ہیں — درمیانی حضرات خواہ مخواہ میری کہانیاں پڑھ کر اپنا وقت اور میرا ذہنی سکون برباد کرتے ہیں — خیر چھوڑیئے — ہاں تو اَب سُنئے ! بلدران کی ملکہ دوبارہ اپنے قلعہ میں پہونچ چکی ہے۔ اُس کا دُشمن زنگورا قتل کیا جا چکا ہے — ایرج اور عقرب بھی بلدران کے قلعے میں مقیم ہیں ! ..... اجاگانیہ اور ایرج کی شادی کی تیاریاں جاری ہیں ..... !

ابنِ صفی

پھر وہ رُوح عقرب کے حواس پر بُری طرح چھاگئی! اور وہ ایرجؔ ہی کی طرح اُس کے خیال میں غرق رہنے لگا! دوسری طرف اَجاگانیہ بُری طرح بیتاب تھی کہ کشت وخون کے بعد کے اکیاون دن جلدی سے گذر جائیں — اِس سے پہلے شادی ممکن نہیں تھی بڑے حادثات کا سوگ اکیاون دن تک منایا جاتا تھا! —

زنگورا بڑا بہادر سردار تھا! ہر چند کہ باغی ہو گیا تھا لیکن بلدرانیوں کو اُس کی موت شاق گذری تھی — خود اَجاگانیہ بھی اکثر سوچتی کاش وہ اُس سے ٹکرایا نہ ہوتا! سنہری چمگادڑ کا ایک پجاری جسے دیوتاؤں کی حمایت حاصل تھی اِس طرح مار ڈالا گیا۔

گیارہ دن گذر گئے — بارھویں شام کو اچانک عقرب اور ایرجؔ پھر اجاگانیہ کے حضور طلب کر لئے گئے!۔ اَجاگانیہ کے چہرے پر گہری تشویش کے آثار تھے! عقرب کا ماتھا ٹھنکا کیونکہ بلدران کے کاہنوں کے علاوہ دربار میں اِسوقت اور کوئی بھی نہیں تھا! وہ سب بھی خاصے سراسیمہ نظر آ رہے تھے!۔

دفعتاً اَجاگانیہ نے کہا۔" اے ایرجؔ — اے سُنہری چمگادڑ کے مقرب! میرے کاہنوں نے ایک بڑی منحوس پیش گوئی کی ہے!"۔

ایرجؔ کے کچھ بولنے سے قبل ہی عقرب نے کہا۔" اے عظیم ملکہ .... پہلے اِن کاہنوں سے پوچھ لے کہ ان میں سے کسی نے پچھلی رات مسور کی دال تو نہیں کھائی تھی — !"

"مسخرے خاموش رہ!" اَجاگانیہ کا چہرہ تمتما اُٹھا!۔

ٹھیک اُسی وقت روح عقرب کے کانوں میں گنگنائی! "موقع خطرناک ہے مسخرے .... ہوشیاری سے ورنہ ابھی دونوں کی گردنیں زمین پر ہوں گی۔ کاہنوں نے اجاگانیہ کی موت اور بلدران کی تباہی کی پیش گوئی کی ہے .... تم دونوں اس کے ذمّہ دار ہوگے — !"

"میرا سر حاضر ہے اجاگانیہ!" عقرب نے بڑے اَدب سے کہا۔ "میں اِس وقت مسخرہ پن نہیں کر رہا .... بتا سکتا ہوں کہ اِن میں سے کتنوں نے پچھلی رات مسور کی دال کھائی تھی!"

"اِس سے کیا ہوگا — ؟" اَجاگانیہ جھلّا گئی۔

"مسور کی دال کھانے والے ستاروں کی صحیح چال کا اندازہ کر ہی نہیں سکتے — !"

"یہ کھلا ہوا مسخرہ پن ہے اَجاگانیہ!" بڑے کاہن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس کمبخت نے سچ مچ رات مسور کی دال کھائی تھی !" روح نے عقرب کے کان میں کہا۔

"میرا علم اطلاع دیتا ہے کہ تم نے پچھلی رات مسور کی دال کھائی تھی!" بڑے کاہن سے عقرب نے ہنس کر کہا۔ اور بڑا کاہن بوکھلا گیا۔

"کھائی تھی — تو پھر — !" اُس نے سنبھالا لیکر جھینپے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے سچ مچ !" اَجاگانیہ نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

کاہن کچھ نہ بولا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ عقرب پر ٹوٹ پڑنا چاہتا ہو !۔

اجاگانیہ ہنس پڑی اور عقرب سے بولی۔ "واقعی تیرے علم کا معترف ہونا پڑے گا — اچھا تو یہ بھی بتا کہ بڑے کاہن کی پیشگوئی کیا ہے !۔"

عقرب نے روح کے کہے ہوئے الفاظ دہرائے ! "اس نے کہا ہے کہ ... میں اور تیرا ہونے والا شوہر تیرے لئے موت اور بلدران کے لئے تباہی کا پیغام بن کر آئے ہیں !۔"

"تیری عمر بڑی ہو !" اجاگانیہ نے بیساختہ کہا۔ "اس نے یہی کہا تھا !"

"بکواس ہے : اجاگانیہ — !" عقرب نے کہا۔ اور روح کی کھنکتی ہوئی سی ہنسی اُس کے کانوں میں گونجی .... پھر روح نے کہا۔ "ان میں ایک ایسا بھی ہے جس نے پچھلی رات جورو کی جوتیاں بھی کھائی تھیں۔"

عقرب بیساختہ ہنس پڑا اور روح نے کہا۔ "وہ جو دُبلا پتلا مسکین صورت کاہن ہے جس نے سر پر نیلا رومال باندھ رکھا ہے !۔"

"کیوں تو اس طرح ہنسا کیوں تھا مسخرے !" اجاگانیہ اُسے گھور کر بولی۔

"ہنسی کی بات ہی ہے معزز اجاگانیہ ! تیرے کاہنوں میں ایک ایسا بھی ہے جس نے پچھلی رات جورو کی جوتیاں کھائی تھیں — !"

نیلے رومال والا کاہن چونک پڑا اور پھر اپنا عصا سنبھال کر اس طرح عقرب کی طرف جھپٹا جیسے مار ہی توڑ ڈالے گا !۔

"خبردار کیا کرتا ہے !" اجاگانیہ دہاڑی .... کاہن ایک جھٹکے کے ساتھ رُک گیا۔ پھر بے تحاشہ دوڑتا ہوا دربار سے باہر نکل گیا !۔

اجاگانیہ پیٹ دبائے بُری طرح ہنس رہی تھی !۔

بڑے کاہن نے لرزتی ہوئی سی آواز میں کہا۔ "میرے علم نے جو کچھ مجھے بتایا تھا وہ میں تیرے آگے رکھ چکا — اجاگانیہ .... اس سے زیادہ میں اور کچھ نہیں کہہ سکتا !۔"

"تم سب دفع ہو جاؤ !" اجاگانیہ جھلا کر چیخی !۔

وہ ایک قطار میں دربار سے رخصت ہو گئے۔

ایرچ اب تک قطعی بے تعلقانہ انداز میں کھڑا رہا تھا !۔

اجاگانیہ تخت سے اُتر کر اُس کے قریب آکھڑی ہوئی ....

"کیوں ! میں تیری آنکھوں میں اُداسی دیکھ رہی ہوں .... اِدھر دیکھ .... تو میری طرف کیوں نہیں دیکھتا — کیا میں ایسی

بُری ہوں ۔ تو ہمیشہ میرے چہرے سے نظر ہٹائے رکھتا ہے ___ !"

"تیرے چہرے پر اِس کی نظر ہی نہیں ٹھہرتی اے دنیا کی حسین ترین شہزادی !" عقرب نے مکھن کی ڈلی رسید کی۔

"مجھ پر ظلم نہ کر ایرج ___ ! باونویں دن کے انتظار میں میری ہڈیاں پگھل رہی ہیں !"

"ربّ عظیم تجھ پر رحم کرے ___ !" ایرج بڑبڑایا ۔ "اگر تو نے ربّ عظیم کے آگے سر نہ جھکایا تو میں ___ !

"اِس سے بات نہ کر اُجاگانیہ ! یہ ہوش میں نہیں ہے !" عقرب جلدی سے بول پڑا۔

"کیا ہوا ہے ___ اِسے !۔"

"اِس کے باپ پر ایک بُری رُوح کا سایہ تھا !۔ اُس کے اثرات اِس پر بھی ہیں ! کبھی کبھی وہ رُوح میرے علم کو بھی پچھاڑ دیتی ہے ___ مگر تو فکر نہ کر اے دنیا کی حسین ترین ملکہ .... میں اِسے راہ پر لے ہی آؤں گا !"

"میں تنہائی میں تجھ سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں اے ___ عقرب !"

ایرج نے عقرب اور اُجاگانیہ کو گھور کر دیکھا اور تیز قدموں سے چلتا ہوا دربار سے نکل گیا۔

"چل ___ اِس وقت زنگورا کی کرسی تیرے لئے خالی ہے !" اُجاگانیہ مسکرائی ! اور تخت کی جانب بڑھ گئی ! عقرب بڑے ادب سے تخت کے بائیں جانب والی کرسی پر جا بیٹھا !۔

اُجاگانیہ تھوڑی دیر تک خاموش رہی پھر بولی ! "دیکھ عقرب ! میں ایسا محسوس کرتی ہوں جیسے ایرج کے بغیر زندہ نہ رہ سکوں گی !"

"یہی حال میرا بھی ہے اے سنہری چمگادڑ کی بیٹی .... مہجال اُجاگانیہ ___ !"

"میں نہیں سمجھی !" وہ اُسے گھورتی ہوئی بولی ۔

"میں بھی یہی محسوس کرتا ہوں جیسے اُس کے بغیر زندہ نہ رہ سکوں گا ! لیکن مجھے اُس کے بغیر بھی زندہ رہنا پڑے گا !"

"تیری باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں !"

"اُجاگانیہ !" دفعتاً عقرب کی آواز بھرّا گئی ! "میں ابھی کچھ نہیں کہنا چاہتا ! لیکن ..... !"

"بول ___" اُجاگانیہ دانت پیس کر چیخی ! اُسے بہت جلد غصہ آجاتا تھا !۔

"مجھے خون کی بو آتی ہے .... اُجاگانیہ .... کیسے سمجھاؤں ...... یقین نہیں آئے گا تجھے اے معزز ملکہ .... کیسے کہوں کہ تیرے آدمی اَب تجھے اتنا زیادہ پسند نہیں کرتے جتنا زنگورا کی زندگی میں کرتے تھے ۔ اُنھیں زنگورا کی موت پر افسوس ہے اور وہ ایرج کو بلدران کے لئے ایک بہت بڑی نحوست سمجھنے لگے ہیں ۔"

"وہم ہے تیرا ___" اُجاگانیہ نے تضحیک آمیز ہنسی کے ساتھ کہا۔

وہ کاہن غصے سے پاگل ہو رہا تھا جس کی بھرے مجمع میں عقرب نے توہین کی تھی ! ۔ چہرے کی مسکینی غائب ہو چکی تھی ۔ اور دُبلا پتلا جسم سنگ لرزاں کی سل بنا ہوا تھا ! ___

اُس نے بڑے کاہن سے کہا۔ "اَے میرے بزرگوں کے آقا! میں اِن جادوگروں سے نپٹ لوں گا!۔ مظلوم زنگورا نے غلط نہیں کہا تھا! مقدوسی کا جادو آج بھی زندہ ہے!۔"

"تُو کیسے نپٹ لے گا!" بڑے کاہن نے مغموم لہجے میں پوچھا! وہ ایک سیدھا سادہ آدمی تھا! ایسا ہی کہ کم از کم سازش تو اُس کے بس کا روگ نہیں تھی۔

"میں۔ سمکان کا بیٹا!" کاہن اپنے سینے پر ہاتھ مار کر کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔ "زرگان قسم کھاتا ہوں کہ اُن دونوں جادوگروں کو خاک میں ملا دوں گا..... اگر اجاگا نیہ بھی میری راہ میں آئی ۔ تو..... !"

"ٹھہر..... زرگان..... خاموش رہ!" بڑا کاہن ہاتھ اُٹھا کر بولا۔ "زبان کو بپھرا ہوا گھوڑا مت بنا!۔"

"محترم اُستاد..... یہ ڈینگ نہیں ہے!"

"لڑکے ۔!" بڑے کاہن نے سنجیدگی سے کہا۔ "بلدران کی تقدیر اٹل ہے! وہ دونوں کبھی نہ مارے جاسکیں گے ۔ لیکن اگر..... !"

بڑا کاہن خاموش ہو گیا! تھوڑی دیر تک اُس کی ویران ویران سی آنکھیں خلاء میں گھورتی رہیں پھر ہونٹ آہستہ سے ہلے ۔ علیحدگی ۔ دونوں کی علیحدگی موت کا باعث ضرور بن سکے گی!۔"

"میں نہیں سمجھا! میرے عظیم راہبر ۔!" زرگان اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"اگر اُن کے درمیان تفرقہ پڑ جائے تو وہ بہ آسانی مارے جاسکیں گے ۔"

زرگان کسی سوچ میں پڑ گیا! پھر اُس کی آنکھوں میں ایسی چمک نظر آئی جیسے یک بیک مستقبل اُس کے لئے سونے کا پہاڑ بن گیا ہو!

"یہ بہت آسان ہے ۔ بہت آسان ہے..... میرے مرشد!" وہ مضطربانہ انداز میں بڑبڑایا۔

"نادان نہ بن ۔" بڑا کاہن جھلّا گیا۔ "یہ اتنا آسان کام نہیں ہے ۔!"

"اے میرے بزرگ..... اَے اُستادِ مکرم! مجھے موقع دے کہ میں تجھے اپنے کرتب دکھا سکوں ۔"

بڑے کاہن نے ایسے انداز میں اُسے گھورا جیسے اُس کی بات کا وزن معلوم کرنے کی کوشش کر رہا ہو!۔

"کیوں ۔ زرگان!" یک بیک اُس نے آہستہ سے پوچھا۔ "کیا اُس مسخرے کی بات درست تھی!۔"

زرگان اِس غیر متوقع سوال پر بوکھلا گیا! اُس سے حماقت سرزد ہوئی تھی ۔ آخر عقرب کی بات سُن کر وہ پاگلوں کی طرح اُسے مارنے کیوں دوڑا تھا! وہ بات تو ہنسی میں بھی اُڑ سکتی تھی۔ کون باور کر لیتا کہ اُس کی بیوی سچ مچ اُسے جوتیوں سے پیٹتی ہوگی ۔!

زرگان کی بدحواسی دیکھ کر بڑا کاہن مسکرایا اور پھر یک بیک زرگان کی آنکھیں بھر آئیں۔

"میں دنیا کا بدنصیب ترین آدمی ہوں..... میرے باپ کے آقا!" اُس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ چند لمحے خاموش رہا اور پھر بولا۔ "میری پیدائش کے وقت ایک بڑے بالوں والی چتکبری لومڑی مرغیوں کے ڈربے میں جا گھسی تھی اور میری دادی نے کہا تھا! اگر یہ لڑکا ہوا تو جورو کی جوتیاں کھائے گا ۔ وہ چتکبری لومڑی ۔!"

بڑا کاہن پھر مسکرایا چند لمحے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے رہنے کے بعد بولا۔ "خاموشی اختیار کر۔ تو منہ کی کھائے گا! ستارے

یہی کہتے ہیں ..... فی الحال اُن کے درمیان تفرقہ پڑنے کا امکان نہیں ہے !"

زرگان کچھ نہ بولا - پھر کچھ دیر بعد وہ تنہا رہ گیا - بڑا کاہن جا چکا تھا -

یہ قلعہ کے اندر کی ایک چھوٹی سی عمارت تھی ! جہاں بلدران کے کاہن اکٹھے ہو کر نئے سال کے متعلق پیش گوئیاں کیا کرتے تھے !-

زرگان نے پانسے نکالے اور اُنھیں پھینک پھینک کر فرش پر کچھ ہندسے اِس انداز میں لکھتا رہا جیسے اُن کا حاصل جمع معلوم کرنا چاہتا ہو !-

زنگورا کے بہتیرے ہمدرد اَب بھی زندہ تھے - اُنھیں موقع مل جاتا تو نہ صرف ایرج وعقرب سے انتقام لیتے بلکہ آجاگانیہ کی بھی بوٹیاں اُڑا دیتے ـــ زنگورا اپنے بعض مخصوص ماتحتوں میں اتنا مقبول تھا کہ وہ اُسے طاقت کا دیوتا سمجھ کر پوجتے تھے !-

دوبارہ تخت نشین ہوتے ہی آجاگانیہ کو اُن کی فکر ہوئی تھی ..... لیکن اُن میں سے ایک بھی قلعے میں نہ مل سکا تھا !-

مار کاٹ بھی اعلےٰ پیمانے پر ہوئی تھی اِس لئے اِس کے علاوہ اور کیا سوچا جاتا کہ وہ بھی کام آ گئے ہوں گے -

لیکن حقیقت یہ تھی کہ قلعے کے باہر بکھری ہوئی پہاڑیاں اُن کے لئے نادان ماؤں کی سی گودیں بن گئی تھیں !-

پچاس بہترین لڑاکے ـــ جن کی قیادت زنگورا کا بھتیجا ... نموشک -- کر رہا تھا !-

کیا وہ آجاگانیہ سے اپنے چچا کا انتقام لینا چاہتا تھا ؟ــ ہو سکتا ہے کہ دوسروں کے ذہن میں اِس سوال کا جواب اثبات ہی میں ہی مِل رہا ہو !..... لیکن بوڑھا گرومی اچھی طرح جانتا تھا کہ نموشک بھی آجاگانیہ پہ نظر رکھتا ہے !ــ شبخون مارنے کے مشورے اِس لئے نہیں ہو رہے تھے کہ وہ زنگورا کے قاتلوں کی ہڈیاں چبانا چاہتا تھا ـــ

غار میں روغنی مشعلیں روشن تھیں ! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے پچاس بھٹکی ہوئی خبیث روحیں ایک جگہ اکٹھا ہو گئی ہوں !-

بوڑھے گرومی نے بلند آواز میں کہا - "میرے بچّو ! آج یہ کام شائد نہ ہو سکے ..... یا ممکن ہے ہو ہی جائے ـــ تم سب آرام کرو !"

نموشک نے اُسے گھور کر دیکھا لیکن کچھ بولا نہیں !-

اڑتالیس نفوس بڑی خاموشی سے غار کی مختلف دراڑوں میں داخل ہو کر غائب ہو گئے !-

نموشک جو گرومی کو اَب بھی گھورے جا رہا تھا ! دفعتاً جھلائے ہوئے لہجے میں بولا - "تم کیا چاہتے ہو !"

"پچاس جانوں کی سلامتی ..... میرے مالک ـ !"

"صاف صاف کہو !"

"بہادر زنگورا کے انتقام کے لئے میں بھی بےچین ہوں میرے آقا ..... لیکن ...!" وہ اِس سے آگے نہ کہہ سکا -

"تو پھر خاموش ہو گیا ـ گرومی ـ !"

"بہادر زنگورا جو شمال کے سفید ریچھوں کی ٹانگیں چیر سکتا تھا ..... اتنی بےبسی کے عالم میں مارا گیا ..... وجہ جانتے ہو میرے آقا !"

"ہوں — کیا وجہ تھی!"

"وہ سنہری چمگادڑ کی بیٹی کا پیوند بنتا چاہتا تھا — !"

"بکواس مت کر —!" نموشک بپھر گیا!...."مجھے دیوتاؤں کی پرواہ نہیں — کان کھول کر سن لے — زنگورا مرد تھا... لڑا اور مارا گیا — مجھے بالکل افسوس نہیں — سن... مشعل بردار کے بیٹے کان کھول کر سن — میں اجاگانیہ کا پیوند بنوں گا!— کیونکہ میرے پاس پچاس آگ اگلنے والی نلکیاں[1] ہیں —— دیوتاؤں کے بھی دم نکل جاتے ہیں جن کی آواز سے — !"

"اوہ — اوہ ..." بوڑھا گردمی بُری طرح کانپ رہا تھا! لرز رہا تھا!— ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے یہی لرزہ اس کی زندگی پر موت کی مہریں لگا دے گا!—

"ڈرپوک —" نموشک نے قہقہہ لگایا۔

"میرے .... آقا ... اوہ ... — اوہ ... !"

"زنگورا ... میرا بچہ ... اسے چاہتا تھا! اسی لئے میں خاموش تھا — مگر اب ... یہ ناممکن ہے کہ کسی فقیر جادوگر کے بھک منگے شاگرد اس کا پیوند بنیں!—"

"اب میں کچھ نہیں کہنا چاہتا —" بوڑھا شدت جذبات سے بوکھلا گیا اور سختی سے آنکھیں بھینچ کر چیخا!—

"بزدل ... ڈرپوک —" نموشک نے پھر قہقہہ لگایا اور ایک قریبی دراڑ کی طرف بڑھتا چلا گیا!—

کچھ دیر بعد فکر مند گردمی وہاں تنہا رہ گیا! وہ جانتا تھا کہ نموشک باز نہیں آسکتا! آج یقینی طور پر قلعہ میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا!—

پھر کیا کرنا چاہئے؟ — وہ مضطربانہ انداز میں ٹہلتا اور سوچتا رہا!—

دفعتاً اسے نوما یاد آئی .... ! وہ جو بلدران میں ویرانوں کی رقاصہ کے نام سے یاد کی جاتی تھی!— غاروں میں رہتی تھی اور اس کے آدمی اکثر بھولے بھٹکے قافلوں کی تلاش میں رہا کرتے تھے!... گردمی کو اس سے ملنے کا بارہا اتفاق ہوا تھا!— حقیقتاً اس کا پیشہ راہزنی ہی تھا!— اور بہت کم لوگ جانتے تھے کہ وہ ان گانے بجانے والوں پر کسی سفاک مرد کی طرح حکومت کرتی ہے! شمال کے گلہ بان قبائل میں اس کی بڑی دھوم تھی .... اچھی چراگاہوں کی تلاش میں سرگرداں رہنے والے قبائل جہاں بھی ڈیرہ ڈالتے انہیں نوما اور اس کے گروہ کی یاد ضرور ستاتی!....

گردمی سوچ رہا تھا اگر کسی طرح ویرانوں کی رقاصہ ہاتھ آجائے تو وہ اپنے آقا نموشک کو فی الحال اجاگانیہ کے خیال سے باز رکھ سکے گا!—

وہ نموشک کے باپ کا غلام تھا لیکن اجاگانیہ اس کی معبودہ تھی! زنگورا کے قاتلوں کو وہ بھی ٹھکانے لگتے دیکھنا چاہتا تھا... لیکن اجاگانیہ کے دشمن کا سر قلم کرنا بھی اس کے فرائض ہی میں داخل تھا! اسے یقین تھا کہ ایرج معقود ہی کا شاگرد ہے! ورنہ وہ اس کی طرف سے بھی اپنے دل میں کدورت نہ پیدا ہونے دیتا ... کیونکہ وہ بہر حال اجاگانیہ کا پیوند تھا ... اور دیوتاؤں کی شرائط پوری کرکے اس مرتبے پر فائز ہوا تھا — !

[1] رائفلیں

گروہی مضطربانہ انداز میں ٹہلتا رہا! دفعتاً بائیں جانب والی دراڑ سے سیاہ رنگ کا ایک بنڈل سالڑھکتا نظر آیا۔ اُس کا رُخ گروہی ہی کی جانب تھا! جیسے ہی گروہی کی نظر اُس پر پڑی اور وہ اُچھل کر پیچھے ہٹا۔ بنڈل کسی چھوٹے سے منارے کی طرح اُوپر اُٹھتا چلا گیا!۔

"کون ہو تم ــ" گروہی غرّایا!۔ اُس نے کمر کی پیٹی سے اپنی چھوٹی سی کلہاڑی کھینچ لی۔

"مشعل میرے قریب لاؤ ــ" آنے والے کی سرگوشی غار میں گونجی۔

گروہی نے بائیں ہاتھ سے ایک مشعل سنبھالی اور ......!"

"اوہ ــ تم ..... کاہن زرگان ــ" گروہی کی آواز کانپ رہی تھی۔

"ڈرو نہیں..... گروہی .....!"

"تمہارے ساتھ اور کون ہے ــ!" یک بیک گروہی کا داہنا ہاتھ جس میں کلہاڑی تھی بلند ہو گیا "اگر تم نے آواز بلند کرنے کی کوشش کی تو خون میں نہائے ہوئے نظر آؤ گے ــ کاہن!ــ"

"ٹھہرو ــ گروہی ..... میں تنہا ہوں!" زرگان بوکھلا گیا! "اوہ ... بالکل تنہا ہوں!ــ"

"اچھا تو خاموش کھڑے رہو ــ گروہی نے کہا۔ اور چیخ کر کسی کو آواز دی!

فوراً ہی دو آدمی کسی جانب کی دراڑ سے اندر گھس آئے!

"اسے پکڑ لو ــ" گروہی غرّایا ... حکم کی تعمیل میں دیر نہ لگی وہ چند لمحے خاموش کھڑا کچھ سوچتا رہا! "اسے آقا کے پاس لے چلو۔"

"ٹھہرو! میری بات تو سُن لو ــ!"

"کچھ نہیں ــ چلو!" گروہی نے اُس کی کمر پر لات رسید کی ــ!

وہ اُسے دوسرے چھوٹے سے غار میں لائے ..... نموشک نے ابھی تک جسم سے لباس حرب نہیں اُتارا تھا!ــ

اُس کی عقابی آنکھیں زرگان کے چہرے پر جم کر رہ گئیں!ــ

دوسری طرف بیس بیس لڑاکے آس پاس کی پہاڑیاں چھان رہے تھے ... کیونکہ گروہی کو شبہ تھا کہ زرگان تنہا نہیں ہو سکتا اُس نے اپنے آدمیوں کو ضروری احکامات دینے میں دیر نہیں لگائی تھی ــ!

"یہ یہاں تک کیسے پہونچا!" نموشک گروہی کی طرف دیکھ کر غرّایا!ــ

"یہی بتائے گا آقا!ــ"

"اس کے ساتھیوں کا کیا بنا ــ!"

"میرے بھیڑئے اُن کی تلاش میں ہیں!" گروہی بولا۔

"میں تنہا ہوں ... سس ... سردار ... یقین کرو!" زرگان کانپتا ہوا بولا۔ "میں تمہارا غلام ہوں ... مجھے متقودمی کے شاگردوں سے نفرت ہے ــ"

"مجھے کاہنوں سے بھی نفرت ہے!" نموشک نے زہریلی سی ہنسی کے ساتھ کہا۔ "مجھے ستاروں سے بھی نفرت ہے۔ مجھے نفرت ہے ہر اُ

آدمی سے جسے کبھی کسی عورت کا قرب نصیب ہوا ہو! میں نموشک ۔۔۔ بڑے باپ کا بیٹا ۔۔۔ آج تک اُس کا قرب حاصل نہ کر سکا جو صرف میرے لئے پیدا ہوئی ہے! ۔۔۔ بول اے صورت حرام کاہن ۔۔۔ بول ۔۔۔ میں کب تک اُسے اپنا سکوں گا ۔"

"میرے آقا!" دفعتاً گرومی بول پڑا! "اس سے کوئی کام نہ کہو ۔ ورنہ یہ تمھیں اپنے جال میں پھانس لے گا۔"

"بوڑھے گدھ خاموش رہ! تو میرے عظیم باپ کا غلام ہے ۔۔۔ ہمیشہ میری خوشنودی حاصل کرنے کی فکر میں رہا کر ۔۔۔!"

جب زرگان نے دیکھا کہ اُس کی کہانت اُسے ایک پل کے لئے بھی کسی بہت بڑے خطرے سے دور رکھ سکے گی تو اُس نے ہاتھ پیر پھیلا دئے! چند لمحے معنی خیز انداز میں سر ہلاتا رہا پھر بولا "سردار نموشک کا تیر سورج کا سینہ چاک کر دے ۔۔۔ میں اُس کے لئے تارے بھی توڑ لاؤں گا!"

"اچھا تو بتا!"

"میرے آقا!" گرومی گڑگڑایا اور نموشک اُسے قہر آلود نظروں سے گھور کر رہ گیا کیونکہ اُس نے اُس کی بات کاٹی تھی!۔

"میرے مالک ۔!" گرومی نے سسکی سی لی! "کیا میں اُس گیدڑ پر اعتماد کر لوں گا جو مشعلوں کے کھیت میں تنہا آچھپا ہو!"

"میں اِس کی ہڈیاں چبا ڈالوں گا اگر اس نے مجھے دھوکا دینے کی کوشش کی!" نموشک غرایا۔

"یقین کرائے بہت بڑے سردار ۔۔۔ عظیم زنگورا کے بھتیجے! میں تنہا ہوں ۔۔۔ میں تنہا ہوں ۔۔۔ میں تنہا ہوں [1]!"

"گرومی!" نموشک اپنے غلام کو گھورتا ہوا بولا! "اگر تو خاموش نہیں بیٹھ سکتا تو یہاں سے چلا جا!"

گرومی نے سوچا کہ اب اُس کا وہاں ٹھہرنا مناسب بھی نہیں ہے! کیونکہ زرگان نے "سہ کرر گوئی" سے کام لیا تھا! ۔۔ اگر وہ اعتماد نہ کر لیتا تو دیوتاؤں کے قہر کا شکار ہوتا! ویسے دل تو نہیں چاہتا تھا کہ اب بھی اُس کی باتوں پر یقین کر لیتا ۔۔۔ یہاں موجود رہتا تو زبان بھی نہ مانتی ۔۔۔ اور اُسے بالآخر نموشک کے غصّے کا شکار ہونا پڑتا!

باہر اب بھی بیس آدمی ۔۔۔ مشتبہ کاہن کے آدمیوں کو تلاش کر رہے تھے! گرومی یہ بھی چاہتا تھا کہ تلاش جاری رہے اور اُن لڑاکوں کو کاہن کی "سہ کرر گوئی" کا علم نہ ہونے پائے ورنہ وہ اُن کی تلاش ترک کر کے پھر اپنے غاروں میں آبیٹھیں گے ۔ بلدران کے وحشی کچھ اِسی طرح "سہ کرر گوئی" کا احترام کرتے تھے!۔

گرومی غار سے باہر آگیا! ۔۔۔ تاروں کی چھاؤں سے اندھیرے میں ملگجا پن پیدا ہو گیا تھا! گرومی نے دو چار گہری سانسیں لیں اور خیالات میں کھویا ہوا ایک جانب چل پڑا ۔

وہ سوچ رہا تھا کہ زرگان کی نیت میں فتور نہ سہی لیکن اُسے اُن کی کمین گاہوں کا علم کیونکر ہوا ۔ قلعے میں تو یہ بات عام طور پر مشہور تھی کہ نموشک اور اُس کے اڑتالیس لڑاکے بھی زنگورا ہی کے ساتھ کام آئے تھے! پھر ایسی صورت میں کیسے ممکن ہے کہ کوئی ایک آدمی اُن کے متعلق کچھ جانتا ہو ۔ کیا اُس نے اِس اہم ترین معاملے میں دوسروں کو بھی رازدار نہ بنایا ہوگا!

دفعتاً گرومی نے قہقہوں کی آوازیں سُنیں اور جہاں تھا وہیں ٹھٹک گیا! ۔ قدموں کی آوازیں قریب تر ہوتی جا رہی تھیں!۔

پھر جیسے ہی وہ قریب آئے گرومی بھی سامنے آگیا! کیونکہ اُس نے اُن لوگوں کو پہچان لیا تھا جو اُسی کی کمان میں رہتے تھے!

---

[1] تین بار کسی بات کا دہرانا بلدرانیوں کے لئے بہت بڑی قسم تھی!۔

اور اِس وقت اُسی کے حکم سے زرکان کے ساتھیوں کی تلاش میں لگے تھے !۔

"اُستاد !" اُن میں سے ایک آگے بڑھ کر بولا۔ "وہ سب مسخرے ہیں ! لطف آگیا ! اب غاروں کی جاں گسل تنہائی سے نجات مِل جائے گی۔"

"کیا بک رہے ہو !" گروہی غرّایا۔

"ہمارا قیدی غالباً "ویرانے کی رقاصہ" کا کوئی ساتھی ہے !۔"

"اُوہ ۔ ہم ... مگر ....!"

"ہاں اُستاد ! آج پہلی بار میں نے نوما کو دیکھا ہے ! وہ سچ مچ ایسی ہی ہے کہ اُسے پریوں کی شہزادی کہا جا سکے !۔"

"کہاں ہے ۔ !"

"ہمارے دس جیالے اُن کی نگرانی کر رہے ہیں وہ بہت بڑے غار میں کئی دنوں سے مقیم ہیں ! ہم بلدرانیوں کا جی بہلانے آئی تھی نوما ! لیکن بلدران کے پھاٹک تو شائد مہینوں نہ کھل سکیں اجنبیوں کے لئے۔"

"چلو ۔ ! میرے ساتھ چلو !" گروہی نے مضطربانہ انداز میں کہا۔ "بتاؤ کہاں ہے ۔"

رات کراہتی اور سسکیاں لیتی گذری جا رہی تھی !۔ یہ عقرب کا خیال تھا ورنہ کراہیں اور سسکیاں تو ایرج کی تھیں ! عقرب کو اُس پر کبھی تو ہنسی آتی اور کبھی غصّہ ! شکرال کا دلیر ترین آدمی ایک روح کے عشق میں گرفتار ہو کر دنیا کا ناکارہ ترین فرد بن گیا ۔ یہ وہی ایرج تھا جسے آج تک کوئی لڑکی متاثر نہیں کر سکتی تھی خواہ وہ کتنی ہی حسین کیوں نہ رہی ہو ! لیکن ۔ یہ رُوح .... محض آواز ...... وہ اُس آواز کے عشق میں اِس بُری طرح مبتلا ہوا تھا کہ عقرب کی بجائے خود ہی ایک اچھا خاصا پیشہ ور قسم کا مسخرہ معلوم ہونے لگا !۔ وہ بستر پر کروٹیں بدل رہا تھا ! کبھی سسکیاں لیتا اور کبھی کراہنے لگتا ۔ پھر دفعتاً اُٹھ بیٹھا ! عقرب تو پہلے ہی سے بستر پر اکڑوں بیٹھا اُسے اِس طرح گھور رہا تھا جیسے وہ کراہیں انڈے دینے میں دُشواری محسوس کرنے کی بنا پر نکلتی رہی ہوں !۔

"او عقرب ۔ اُو میرے بھائی !..." ایرج نے آہستہ سے کہا ! "آخر اب مجھے وہ آواز کیوں نہیں سُنائی دیتی ۔ صرف تو ہی کیوں سُنتا ہے ۔ !"

"تجھے بھی سُنائی دے گی میرے فرہاد !" عقرب نے ٹھنڈی سانس لی۔ "لیکن اُس وقت جب میرے گلہریوں کی سی دُم نکل آئے گی اور میں پھدک پھدک کر درختوں پر چڑھ سکوں گا ۔ !"

"میرا مضحکہ اُڑاتا ہے ۔ !" ایرج کی آنکھیں خونخوار نظر آنے لگیں !

"نہیں میرے بھائی ۔ ! مجھ میں اتنی سکت کہاں ہے کہ تمہارا بھی مضحکہ اڑا سکوں کہنا یہ چاہتا تھا کہ آواز نہ سُنائی دینے پر

تمہارا یہ حال ہے — اگر کہیں خدانخواستہ آواز بھی سُن لی تو.......!"

"ٹھہرو — "یک بیک ایرج ہاتھ اُٹھا کر بولا۔ اُس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک لہریں لے رہی تھی اور ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ کسی آواز کے لئے ہمہ تن گوش ہو گیا ہو!

عقرب نے بُرا سا منہ بنایا کیونکہ روح اُس سے ہلکی ہلکی سسکیوں کے ساتھ آہستہ آہستہ کہہ رہی تھی — "نہیں ہرگز نہیں! کبھی نہیں! اب مجھ سے برداشت نہیں ہوتا! میں اُسے ضرور مخاطب کروں گی .... ضرور مخاطب کروں گی۔"

پھر عقرب بھی وہ سب کچھ سُنتا رہا — جو وہ ایرج سے کہہ رہی تھی!۔

"تم — کیا.... تم بھی میرے لئے اتنے ہی مضطرب رہ سکتے ہو! مجھے یقین نہیں آیا — ہزارہا سال پہلے کی بات یاد کرو... جب تم نے میری پرواہ نہیں کی تھی .... پرواہ نہیں کی تھی!۔"

ہلکی ہلکی سی سسکیاں کمرے میں گونجنے لگیں —!

"ہم.... مجھے تو کچھ بھی ....!" ایرج ہکلایا!۔

"ہاں! تمھیں کچھ نہ یاد ہو گا! میں جانتی ہوں میں سمجھتی ہوں .... کاش میں پھر تمھیں عالمِ ارواح کی طرف واپس لے جا سکتی! کاش.... مجھے یقین ہے کہ اب تم مجھے نہ دھتکار سکو گے — یہی تقدیر بھی میرے محبوب! کہ میں تم سے ہزاروں سال پہلے .... عالمِ اجسام میں آئی .... عالمِ اجسام میں مجھے بھی کبھی تمہارا دھیان نہیں آیا تھا — لیکن جب واپسی ہوئی تو بالکل ایسا ہی معلوم ہوا جیسے خواب سے بیدار ہوئی ہوں .... بھاگی .... بے تحاشہ دوڑتی چلی — مگر ہیہات تمہاری جگہ خالی تھی ..... تم ٹھیک اُسی وقت عالمِ اجسام میں بھیجے گئے تھے — مسخرہ بھی نہ ملا! — وہ بھی تمہارے ہی ساتھ بھیجا گیا تھا! — پھر میں بھٹکتی رہی .... آج بھی بھٹک رہی ہوں!۔"

"تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں ...." ایرج کراہا۔

"عالمِ اجسام میں اگر یہی باتیں مجھ سے کہی جاتیں تو میں بھی اُلجھن میں پڑ جاتی — بڑی عجیب بات ہے — شانِ خداوندی.... یہ حکمت آج تک کسی کی سمجھ میں نہیں آئی کہ عالمِ ارواح کے تجربات عالمِ اجسام میں کیوں نہیں یاد آتے — اور واپسی پر عالمِ اجسام کے تجربات خواب کیوں معلوم ہوتے ہیں!۔"

"یہ بات بھی میری سمجھ میں نہیں آئی!" ایرج جلدی سے بولا۔ "کیا تم مجھے اپنی شکل نہ دکھا سکو گی — اوہ — وہ رات مجھے آج بھی یاد ہے جب میں نے اُس چٹان پر تمہاری ایک جھلک دیکھی تھی!۔"

رُوح نے فوراً ہی کوئی جواب نہ دیا! چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک ہچکی سی سُنائی دی — اور پھر ایسا معلوم ہوا جیسے وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی ہو!۔

عقرب بدستور دونوں ہاتھوں سے سر تھامے بستر پر اکڑوں بیٹھا ہوا تھا!۔

"ربِّ عظیم کا واسطہ.... اب چپ بھی رہو۔ تم کیوں رو رہی ہو!" ایرج بچوں کے سے انداز میں گگھیایا!۔

"ابے اُو ..... اکڑو .... میں بھی رونا شروع کر دوں گا — ہاں!" عقرب بستر سے اُچھل کر فرش پر آتا ہوا بولا۔

ایرج کچھ نہ بولا! روح اب صرف سسکیاں لے رہی تھی! پھر گھٹی گھٹی سی آواز اُن کے کانوں میں گونجی "میری ایک ہی شکل ہے

وہ میں تجھے دکھانا نہیں چاہتی! کیونکہ اُس شکل کا پرستار وہ تھا جس سے مجھے عالم اَرواح میں بے اندازہ نفرت تھی ـــ! آہ... وہ

بدنہاد جسے تم نے دوبارہ عالم اَرواح کی جانب دھکیل دیا تھا! ـــ ضحاک فیلگردن ـــ!"

"ضحاک فیلگردن ـــ" ایرج اُچھل پڑا۔

"ہاں جب وہ صرف بیس سال کا تھا اُس وقت اُس سے میری شادی ہوئی تھی۔"

"اُوہ ـــ اُوہ.... تو کہیں تم اُس خنذیر کی بیکدل بیوی لالی تو نہیں ہو ـــ ہاں میں نے اُس کے حُسن کا بہت شہرہ سُنا ہے۔

لیکن وہ تو شائد میری پیدائش سے پہلے ہی مرگئی تھی!"

"ہاں! میں وہی ہوں ـــ!" روح بھرّائی ہوئی سی آواز میں بولی۔ "مجھے اپنے اُس حسین قید خانے سے بے اندازہ نفرت ہے جس

میں اٹھائیس سال تک مقید رہی تھی ـــ!"

"آہ ـــ ربّ عظیم کا واسطہ! ایک بار پھر مجھے اپنی صورت دکھادو!" ایرج گھگھیایا۔

"نہیں..... ایک مقررہ میعاد سے پہلے یہ ناممکن ہے ..... ورنہ تم بڑی مصیبت میں مبتلا ہوجاؤ گے! نہیں ـــ نہیں!

خدا کے لئے رحم کرو! ضد نہ کرو میرے محبوب ـــ تم اِس وقت بھی خطرات میں گھرے ہوئے ہو!"

"میں اپنی گردن پر چھری پھیر لوں گا ـــ!" ایرج نے کمر سے خنجر کھینچ لیا! عقرب کو اُس کی آنکھوں میں دیوانگی کی جھلکیاں نظر

آئیں!۔

اُس نے جھپٹ کر ایرج کا ہاتھ پکڑنا چاہا لیکن دوسرے ہی لمحے میں اُس کے منہ پر اُلٹا ہاتھ پڑا .... اور وہ سامنے والی دیوار

سے جا ٹکرایا۔ ایرج نے ہاتھ مارنے میں ذرہ برابر بھی مروّت نہیں برتی تھی۔

"او دیوانے ... ربّ عظیم کا واسطہ خنجر پھینک دے ـــ!" عقرب دردناک آواز میں کراہا اور پھر جلدی سے بولا "مقدس

روح .... بچالے ـــ اسے بچالے ..... یہ جو کچھ بھی کہتا ہے ـــ کر گذرتا ہے ـــ اِس کے بازو شل کر دے .... ہاتھ اُٹھ ہی

نہ سکیں ـــ!"

"ہائے ـــ" روح بلبلا پڑی "یہ بھی مقدر ہے کہ میں اسے کبھی کوئی نقصان نہ پہنچا سکوں گی ـــ اِس کے بازو شل نہ ہو سکیں

گے ـــ لے دیکھ ... اِدھر دیکھ ... اور پھر انجام کا بھی منتظر رہ!"

دفعتاً عقرب کی آنکھیں اِس بُری طرح چندھیائیں کہ اُس نے اپنا چہرہ بائیں بازو میں لپیٹ لیا!۔

وہ چہرہ جس کی ہلکی سی جھلک کی یاد آج بھی تازہ تھی دوبارہ سامنے آیا ... لیکن اُس کے گرد تیز قسم کی روشنی کا ہالہ بھی تو تھا جس

نے عقرب کی آنکھوں میں خیرگی پیدا کر دی تھی ـــ

اُوہ ـــ مگر یہ کیا ـــ یہ شور کیسا تھا ـــ اور سب سے اُونچی آواز آجاگانیہ کے علاوہ اور کسی کی نہیں ہو سکتی

تھی ـــ!

عقرب نے بوکھلا کر آنکھوں پر سے ہاتھ ہٹا لیا!ـــ

"آجاگانیہ ——" وہ مضطربانہ انداز میں بڑبڑایا۔
کہاں کی رُوح .... اور کہاں کا عشق۔ اَب تو یہ کمرہ کسی ایسے میدانِ کارزار کا منظر پیش کر رہا تھا جہاں دو فوجیں آمنے سامنے ڈٹی ہوئی طبلِ جنگ پر چوب پڑنے کی منتظر ہوں!۔
ایرج، آجاگانیہ اور اُس کے دو مسلّح محافظوں کو خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا .... اور آجاگانیہ کا انداز بھی پھاڑ کھانے کا سا تھا!۔
عقرب کی سمجھ میں نہ آسکا کہ یک بیک نقشہ کیسے بدل گیا تھا!۔
"کون تھی وہ گیسو بریدہ ——" آجاگانیہ دانت پیس کر بولی۔
"بکواس مت کرو"۔ ایرج غصّے سے سُرخ ہو رہا تھا!۔
"اوہ —— تو .... مجھ سے ایسے لہجے میں گفتگو کر رہا ہے!"۔
"عورت! اپنی کھال میں رہ —— میرا نام ایرج ہے!"۔
عقرب اِس وقت بالکل بونگی معلوم ہو رہا تھا! اُس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اِن حالات پر قابو پانے کی کیا صورت ہوگی —!
ویسے یہ بات تو سمجھ میں آگئی تھی کہ نقشہ کیسے بدلا ہوگا —— کمرے کی دیواریں لکڑی سے بنائی گئی تھیں اور اُس میں کوئی ایسا چور دروازہ بھی موجود تھا جسے وہ دیوار ہی سمجھتے رہے تھے —— رُوح سامنے آئی ہوگی .... تو کیا آجاگانیہ پہلے ہی سے ٹوہ میں تھی!۔
پھر —— ؟ اَب اِن معاملات کو کیسے سنبھالا جائے!۔
آجاگانیہ ایرج کا جواب سُن کر تیزی سے اپنے محافظوں کی طرف مڑی تھی! اور پھر اُس چور دروازے کی طرف بڑھ گئی تھی جس سے غیر متوقع طور پر اُس کا داخلہ ہوا تھا!۔
وہ دروازے پر رُکی اور اُن لوگوں کی طرف مڑے بغیر پُر وقار انداز میں اپنے محافظوں سے بولی۔ "انھیں گھسیٹتے ہوئے دربار میں لاؤ"۔
"رحم .... رحم .... ملکہ .... !" عقرب گڑگڑایا! وہ حالات کو مزید پیچیدگیوں سے بچانا چاہتا تھا! لیکن آجاگانیہ اُس کی طرف توجہ دئے بغیر .... باہر نکل گئی —— ایک محافظ اپنی کلہاڑی کمر سے کھینچ چکا تھا! اُس نے اُسے بلند کیا اور دوسرے نے اُنھیں مخاطب کر کے کہا
"آجاگانیہ کے حکم کی تعمیل کرو .... ورنہ سچ مچ گھسیٹ ہی کر لے جائیں گے!"۔
"ایرج خبردار .... یونہی چپ چاپ کھڑے رہو!"۔ عقرب نے اُسے شمال کی ایک علاقائی زبان میں مخاطب کیا! اور پھر محافظوں سے بولا۔ "پیارے بھائیو! مجھے بتاؤ کہ ہمیں کیا سزا ملے گی —!"
"میں کچھ نہیں جانتا!"۔ محافظ غرّایا!۔

"مگر یہ تو بخوبی جانتے ہو کہ ایرچ اجاگانیہ کا منگیتر ہے!۔"

"یہی وجہ ہے کہ ہم اسے باعزت طور پر دربار لے جانا چاہتے ہیں!۔"

"اوہ۔ شکریہ شکریہ!۔ ایرچ پیارے آگے بڑھو! تمہاری چال میں شہزادوں کی سی تمکنت ہونی چاہئے۔ میں حرافزادوں کی طرح چلوں گا — چلو۔!"

عقرب میں تاب نہیں تھی کہ وہ اس وقت ایرچ سے آنکھیں ملا کر گفتگو کر سکتا! وہ اس کی طرف دیکھ ہی نہیں رہا تھا!۔

ایرچ اسے قہر آلود نظروں سے گھورتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا!۔

○

گردمی کے ماتحتوں نے نوما کے غار تک اس کی رہنمائی کی — ! اپنے پندرہ ساتھیوں سمیت نوما زیرِ حراست نظر آئی! بڑی وجیہہ اور متناسب الاعضا عورت تھی! جسم پر ناچنے والیوں کا سا لباس تھا! لیکن کمر کی پیٹی میں اڑسے ہوئے خنجر کا جڑاؤ دستہ بھی بہ آسانی دیکھا جا سکتا تھا!۔

وہ گردمی کو اس طرح گھورتی رہی جیسے پہچاننے کی کوشش کر رہی ہو!۔

"تت — تم .... گردمی تو نہیں ہو!...." اس نے آہستہ سے پوچھا!۔

"حسین آنکھیں ہمیشہ جوان رہتی ہیں۔" گردمی مسکرایا۔

"اور .... یہ تم ہو!...." نوما اٹھلائی اور اپنے گرد پھیلے ہوئے گردمی کے لڑاکوں پر نظر ڈالتی ہوئی بولی۔ "اور یہ میں ہوں نوما ....!"

"ارے تم غلط سمجھیں پھولوں کی شہزادی! میرے آدمیوں کو غلط فہمی ہوئی تھی!۔"

"تو اب ان سے کہو کہ دُم دبا کر نکل جائیں یہاں سے!۔"

"جاؤ — تم سب باہر جاؤ — یہاں ٹھہرنے کی بھی ضرورت نہیں! وہ آدمی .... نوما کا ساتھی نہیں ہو سکتا!۔"

"کون — ؟"

"ہم نے ابھی ایک چور پکڑا ہے! لیکن وہ تمہارا آدمی نہیں ہو سکتا!۔"

نوما نے اپنے آدمیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "نہیں ہم میں سے تو کوئی بھی نہیں ہو سکتا!۔"

کچھ دیر بعد گردمی — نوما کے ساتھ شراب پی رہا تھا! — اور وہ اس سے بلدران کے حالیہ حادثات کے متعلق پوچھ گچھ کر رہی تھی!۔

"میں تین دن سے یہیں مقیم ہوں!" نوما نے کہا۔ "مگر — گردمی! میں نوما .... بلدرانیوں کے لئے اجنبی تو نہیں ہوں — آخر وہ میرے لئے بھی پھاٹک کیوں نہیں کھولتے — !"

"مقودمبی کا نام سُنا ہے کبھی !"

"کیوں نہیں ! وہ تو کاہن ہونے کے ساتھ ہی ساتھ جادوگر بھی ہے۔"

"ہے نہیں بلکہ تھا ! اُجاگانیہ نے اُسے سزا دی تھی ... نتیجے کے طور پر وہ ایڑیاں رگڑ کر مرگیا !"

"جادوگر — مرگیا !" نوما بوکھلائے ہوئے انداز میں اُچھل پڑی ! "یہ تو بہت بُرا ہوا — اگر اجاگانیہ کی وجہ سے مرا ہے تو وہ بُری روحوں کے انتقام سے ہرگز نہ بچ سکے گی .... جادوگر کی موت .. اُوہ - اُوہ ... !"

وہ بہت زیادہ مضطرب نظر آنے لگی تھی !۔

"یہ بُری روحوں کا انتقام ہی ہے ! ہر ایک کو اس خیال سے متفق ہونا پڑے گا !۔ اَب سُنو یہ لڑکا ایرچ حقیقتاً تو دیبی کا ایک بڑا ہونہار شاگرد ثابت ہوا ہے !"

"ارے ! تو وہ بھی جادوگر ہی ہوگا — !"

"ہاں —! وہ بیحد طاقتور ہے .... لیکن سب جادو کا کرشمہ !" گردمی نے کہا۔

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر گردمی ہی بولا ! "مجھے تمھاری تلاش تھی ! کیا تم نے کبھی نموشک کا نام سُنا ہے — زنگورا کا بھتیجا !"

"بہت سُنا ہے ! سردار نموشک کا نام ! پورے شمال میں اُس سے زیادہ دلیر آدمی اِس وقت دوسرا کون ہے — !"

"اَب سُنو ! بلدران کی تباہی کی وجہ ! اُجاگانیہ پر اس لئے بلائیں نازل ہوئیں کہ اُس نے مقودمبی کو سزا دی تھی! زنگورا اس لئے مارا گیا کہ اُس نے سنہری چمگادڑ کی بیٹی پر بُری نظر ڈالی تھی .. اور اب یہ نموشک ... یہاں غاروں میں چھپا ہے لیکن وہ وقت دور نہیں ہے جب نموشک بھی بڑی بیدردی سے مار ڈالا جائے گا۔"

"اُوہ — یہ تم کیا کہہ رہے ہو ! زنگورا کے نمک خوار —— !"

"ہونہہ ! اس نمک خوار نے تو زنگورا کو بھی پھانسنے کی کوشش کی تھی — !"

"اَرے تو — کیا یہ نموشک بھی —" نوما نے متحیرانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں یہی بات ہے — اَب وہ اُجاگانیہ کا پیوند بننے کے خواب دیکھ رہا ہے .... میں باز رکھنا چاہتا ہوں ... لیکن اُسے میرے اِن بالوں کی بھی پرواہ نہیں جو میں نے دھوپ میں نہیں سفید کئے !"

"پھر تم مجھ سے کیا چاہتے ہو !"

"تم سب کچھ کر سکتی ہو ! کیا تم بھی ایک حسین ساحرہ نہیں ہو ! تم تو مقودمبی سے بھی زیادہ طاقتور ہو — تم چاہو تو نموشک کو اجاگانیہ کی راہ سے ہٹا سکتی ہو !"

پھر اُن کے درمیان کچھ دیر تک سرگوشیاں ہوتی رہیں اور بالآخر گردمی اُٹھ گیا !۔

وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہاں نوما کی موجودگی کا راز — اُس کے جس لڑاکوں سے آگے بڑھے ! وہ لوگ اَب بھی پہاڑیوں

میں چکراتے پھر رہے تھے! ان میں سے کوئی بھی اس دوران میں اقامتی غار کی طرف نہیں گیا تھا۔ گمروھی نے انھیں تلاش کر کے ہدایت دی کہ وہ نوما کے متعلق کسی کو کچھ نہ بتائیں!۔

اس کے ذہن میں ایک اسکیم تھی!۔

آجاگانیہ — دربار میں تنہا نہیں تھی! اس کے مسلح محافظوں کا پورا دستہ تخت سے صدر دروازے تک دورویہ کھڑا تھا!۔

ایرج اور عقرب ان کے درمیان سے گذرتے ہوئے تخت تک پہونچے! عقرب ایک ٹانگ پر کھڑا ہو کر جھکتا چلا گیا! لیکن ایرج فولاد کے ستون کی طرح استادہ تھا اور اس کی شعلہ فشاں آنکھیں آجاگانیہ کو گھورے جا رہی تھیں!۔

"میں سمجھ گئی!" آجاگانیہ کچھ دیر بعد غرائی۔ "زنگورا نے غلط نہیں کہا تھا!۔ وہ اس ناہنجار مقودمبی کا جادو ہی تھا جس نے دیوتاؤں کے عصاء کو جنبش دی تھی!"

ایرج کچھ نہ بولا.... آجاگانیہ نے قہر آلود انداز میں ہونٹ بھینچے چند لمحے خاموش رہی پھر بولی۔ "کیا تم نہیں بتاؤ گے کہ وہ حرافہ کون تھی!"

"اپنی زبان کو لگام دے —" ایرج کے لہجے میں سفاکی تھی۔ "ورنہ کیا تو بقیہ زندگی گونگے پن کے ساتھ گذار سکے گی!"

"دیکھ — نادانی نہ کر.... تو نہیں جانتا کہ میں کتنی طاقتور ہوں!"

"اچھی طرح جانتا ہوں... اے طاقتور ملکہ مجھے وہ رات بھی یاد ہے جو تم نے اپنے ایک غلام زنگورا سے خفا ہو کر میرے ساتھ غاروں میں گذاری تھی — تم واقعی طاقت کا پہاڑ ہو!۔"

"ایرج —!" آجاگانیہ حلق پھاڑ کر چیخی۔

"میں سن رہا ہوں!" ایرج نے لاپروائی سے کہا۔

"تجھے بتانا ہی پڑے گا کہ وہ عورت کون تھی اور مجھے دیکھ کر کہاں غائب ہو گئی تھی!۔"

ایرج کچھ نہ بولا۔ البتہ عقرب روح کی سسکیاں سن رہا تھا! وہ کہہ رہی تھی۔ "دیکھ مسخرے! میں نے اسے باز رکھنے کی کوشش کی تھی.... بول.... اب تو ہی بتا میں کیا کروں —!"

دوسری طرف آجاگانیہ پھر گرجی! "ایرج.... کیا میں ان شکاری کتوں کو آزاد کر دوں —؟"

"اچھا —! ہاں میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ تعداد میں پچاس سے کم نہیں ہیں!۔"

"پھر تیرا کیا حشر ہوگا —!"

"ہاہا!" ایرج نے قہقہہ لگایا! "میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ ان میں سے کتنے صرف بھونکنے والے ہیں اور کتنے کاٹنے والے

عقرب نے بوکھلا روح سے سرگوشی کی: "اَب کیا ہوگا! بتاؤ اَب کیا کریں — میری عقل اس وقت چرنے گئی ہے!"

"تم پر بےخبری میں حملہ کامیاب نہیں ہوگا: صرف سامنے والوں کو سنبھالتے رہنا!۔ یاد رکھو کہ سامنے سے کئے جانے والے حملے کو روکنا میرے بس سے باہر ہوگا!۔"

"ٹھیک ہے!" عقرب آہستہ سے بولا۔ "سامنے والوں کی فکر نہ کرو۔"

"تیرے ہونٹ کیوں ہل رہے ہیں!" دفعتاً اَجاگانیہ عقرب کی طرف دیکھ کر چیخی!۔

"جادو — اَجاگانیہ — میں بھی تو مقودمبی ہی کا شاگرد ہوں!۔"

"لینا — پکڑو انھیں — ان کے منہ پر تو بڑے چڑھا دو تاکہ یہ خبیث روحوں کو نہ بلا سکیں!۔" اَجاگانیہ کی آواز دربار میں گونجی .... اور دیکھتے ہی دیکھتے پچاس مسلح آدمی اُن دونوں پر جھپٹ پڑے!۔

ایرج غافل تو نہیں تھا! اُس نے پہلے ہی ایک آدمی کو تاک لیا تھا! ایک ہی جھٹکے میں اُس کا کلھاڑا چھینا اور برق جہندہ کی طرح وحشیوں کے غول میں جا گھسا! عقرب کے دونوں ہاتھوں میں خنجر تھے!۔

پہلے ہی ہلے میں ایرج نے تین گرائے .... اور عقرب نے خنجرزنی کرتے ہوئے ہانک لگائی "ہٹو .... ہٹ جاؤ .... بھاگو — بھاگتے چلے جاؤ .... ورنہ میرے اُستاد مقودمبی کی رُوح .... عنقریب بلدران پر لہرائے گی — اور تم سب فنا ہو جاؤ گے —!"

"اس مسخرے کی ٹانگیں چیر کر پھینک دو۔" اَجاگانیہ دہاڑی۔

"تم کہو تو میں خود ہی اپنی ٹانگیں چیر کر پھینک دوں —" عقرب نے قہقہہ لگایا! اُس کے دونوں خنجر اَب تک تین یا چار محافظوں کو چاٹ چکے تھے! بس ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے سرکس کے کسی بندر نے اپنے کرتب دکھانا شروع کر دئے ہوں! کبھی لوٹیں لگاتا اور کبھی چھلانگیں! پھر ذرا ہی سی دیر میں وہ مطمئن ہوگیا کہ اُس پر عقب سے کوئی حملہ کامیاب نہ ہو سکے گا!۔ لیکن .... ایرج .... ایرج کہاں تھا؟ — کئی بار اُس نے کوشش کی کہ اُس تک پہونچ سکے! لیکن کامیابی نہ ہوئی!۔

اَجاگانیہ برابر چیخے جا رہی تھی! .... دفعتاً عقرب نے اُسی کی طرف رُخ موڑ دیا!۔

اَجاگانیہ بےخبر نہیں تھی اُس نے اپنے آدمیوں کو غیرت دلانی شروع کی!۔ لیکن بےسود .... محافظ اُس سے کترانے لگے تھے کیونکہ وہ بڑے داؤ پیچ کے ساتھ اُنھیں چُن رہا تھا! گھورتا کسی کو — جھپٹتا کسی اور پر ...... لیکن ڈھیر نظر آتا کوئی تیسرا۔ بلدرانی جم کر لڑنا تو جانتے تھے لیکن لومڑیوں کی سی عیاری اُن کے بس کا روگ نہیں تھی!۔

تخت کے قریب پہونچ کر اُس نے پھر لوٹ لگائی! اور کئی حملہ آور اُس پر اِس طرح ڈھیر ہو گئے جیسے اِس بار اُنھوں نے اُسے جھاپ ہی تو لیا ہو!۔

پے در پے کئی چیخیں بلند ہوئیں! کیونکہ اُن میں سے ایک محافظ کا خنجر سب سے نیچے والے آدمی کی پسلیوں میں بار بار پیوست ہو رہا تھا!۔

"اَجاگانیہ کا اقبال بلند ہو!" وہی محافظ چیخا! "مسخرے کو میں نے چھید ڈالا ہے!"

حقیقتاً مقود مہی کے شاگردوں کا جادو
لیکن آجاگانیہ ساکت وصامت بیٹھی رہی! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اُس پر
چل گیا ہو! اور وہ پتھر کی ہو گئی ہو! ۔ حقیقتاً ... وہ اُن کا
"ارے یہ تو ... شور آتا ہے" کسی نے کہا ۔ اور عقرب پر حملے کرنے والا محافظ بوکھلا گیا! ۔
ایک ساتھی ہی نکلا جو غالباً دم توڑ چکا تھا! ۔
"کدھر گیا! کدھر گیا!" وہ بدحواس ہو کر چیخے ۔
لیکن آجاگانیہ کی پوزیشن میں ذرہ برابر بھی تبدیلی نہ ہوئی! ۔
کیونکہ
لیکن گیا ۔ شائد نکل گیا!" بہتیروں نے اطمینان کے سانس لئے! ایرج سا ننے قائل نہیں تھے جتنے کہ عقرب سے تھے ۔
اُس کے حملے مکاری سے بھرپور ہوتے تھے! ۔
لیکن عقرب تھا کہاں؟ ۔۔۔
"ٹھہرو ۔۔۔ ٹھہر جاؤ! ... اپنے ہاتھ روک لو ۔۔۔!"
دفعتاً آجاگانیہ نے اپنا عصار بلند کر کے آواز دی! ... لیکن اِس انداز میں کہ ایرج کے گرد
اُس کی آواز کانپ رہی تھی! چہرہ اُترا ہوا تھا! محافظ پیچھے ہٹتے چلے گئے
اُن کا حصار قائم رہے! ۔
ایرج کلہاڑا اُٹھائے وسط میں کھڑا آجاگانیہ کو خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا! ۔
آجاگانیہ نے پھر عصار بلند کیا! اور بولی۔" اب تم سب دربار سے نکل جاؤ ۔۔۔!"
کتوں کی طرح دُم ہلانے والے محافظ بے چون وچرا ایک لمبی سی قطار کی شکل میں دربار سے باہر نکل گئے! ۔
تب عقرب نے آجاگانیہ کے عقب سے سر اُبھارا اور ایرج سے شمال کی کسی دوسری زبان میں کہا۔" صدر دروازہ بند
کر کے زنجیر چڑھا دو!"
ایرج نے کلہاڑا فرش پر ڈال دیا اور دروازے کی طرف مڑ گیا! ۔
عقرب کے خنجروں کی نوکیں اب بھی آجاگانیہ کی دونوں پسلیوں سے لگی ہوئی تھیں! اُس نے تخت کے قریب اسی لئے لوٹ
لگائی تھی کہ کسی طرح آجاگانیہ کی پُشت پر پہونچ سکے! وہ زمین پر گرا تھا اور بڑی پھرتی سے تخت کے نیچے رینگ گیا تھا! اور حملہ آور
اپنے ہی نرغے میں ایک دوسرے پر ڈھیر ہوتے رہے تھے! ۔ عقرب نے آجاگانیہ کی پُشت پر پہونچ کر خنجروں کی نوکیں اُس کے
دونوں پہلوؤں پر رکھ دی تھیں! ۔
ایرج نے دروازہ بند کر دیا لیکن وہیں کھڑا رہا ... آجاگانیہ کی طرف مڑا بھی نہیں ...!
دربار سنسان پڑا تھا! ۔ عقرب نے دل ہی دل میں لاشوں کا شمار کیا ۔ سترہ محافظ کام آئے تھے! ۔
اُس نے خنجر آجاگانیہ کے جسم سے ہٹا لئے! لیکن وہ پہلے ہی کی طرح بے حس و حرکت بیٹھی رہی! پلکیں تک نہیں جھپک رہی
تھیں! ۔ عقرب چھلانگ لگا کر اب اُس کے سامنے پہونچ چکا تھا! ۔
"بولو ۔ اب بتاؤ ۔۔۔!" عقرب مضحکانہ انداز میں اُس کے چہرے کے قریب خنجر نچا کر بولا۔

اَب بھی اَجاگانیہ کی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی !۔

"تم نے اپنے محبوب پر شکاری کتے چھوڑے تھے — کیوں ؟ — اب وہ کہاں ہیں !۔"

دفعتاً اَجاگانیہ نے اپنا چہرہ ہاتھوں سے چھپالیا اور بے اختیار رو پڑی !۔

روتی رہی سسکیاں لیتی رہی !۔ پھر کچھ دیر بعد گڑگڑائی — "بتادے .... بتادے وہ حرافہ کون تھی .... کون تھی وہ .... جو مجھ سے زیادہ حسین ہے .... جس نے میرا محبوب مجھ سے چھین لیا — عقرب .... مجھ پر رحم کر .... بلدران کی اَجاگانیہ آج تک دیوتاؤں کے سامنے بھی نہیں روئی تھی ...... نہیں گڑگڑائی تھی — بتا .... بتا .... میں تجھے تیرے ہی معبود رَبِّ عظیم کا واسطہ دیتی ہوں — !"

"اے عقرب !۔" دفعتاً ایرچ اُن کی طرف مڑ کر دہاڑا .... "اِس سے کہو کہ ہمیں قلعے سے باہر نکلنے میں مدد دے — ورنہ .... !"

"اُوہ — اُوہ ...... !" اَجاگانیہ سینے پر ہاتھ رکھ کر کراہی ! "یہ کیا ہوا — میں نے کیا کیا .... ! عقرب رحم کر — ! میں اس کے بغیر زندہ نہ رہ سکوں گی !۔"

"اَجاگانیہ ...... یہ بھی ممکن تھا کہ ان سترہ لاشوں کی بجائے صرف دو لاشیں یہاں نظر آتیں .... !"

"میں پاگل ہوگئی تھی —" اُس نے پھر اپنا چہرہ ہاتھوں سے چھپالیا !۔

"تم نے سُنا ! وہ کیا کہہ رہا ہے ! اَب دنیا کی کوئی طاقت اُسے نہ روک سکے گی ۔"

"عقرب .... عقرب !۔ تمھارے ربِ عظیم کا واسطہ — !"

"میں کچھ نہیں کرسکوں گا — تم سے ایک زبردست غلطی سرزد ہوئی ہے !۔"

"لوگ کہتے تھے کہ تم مقدوسی کے شاگرد ہو — جادوگر ہو — میں نے آزمائش کے لئے ...... !"

"ہاہا — تب تو ٹھیک ہے .... آزمائش ہوگئی ! ہم یقیناً جادوگر ہیں کہ یہاں سترہ لاشیں دور سے بھی دیکھی جاسکیں گی !۔"

"ایرچ — ایرچ .... !" اَجاگانیہ کی آواز حلق میں گھٹنے لگی ! "اسے میرے قریب بلاؤ .... ! اُس سے کہو کہ مجھے معاف کردے — وہ کوئی بھی ہو ! میں اس کے بغیر زندہ نہ رہ سکوں گی !"

"ایرچ تم کیا کہتے ہو !" عقرب نے ہانک لگائی !۔

"میں قلعے سے باہر جانا چاہتا ہوں — !"

"اس کے لئے تمھیں میری لاش پر سے گذرنا پڑے گا" ! اَجاگانیہ بلبلاتی ہوئی اُٹھ گئی ! زاروقطار رو رہی تھی ! کہنا کچھ چاہتی تھی زبان سے کچھ نکلتا تھا !۔

"چلو — آؤ — !" ایرچ نے کلھاڑا اُٹھا کر کاندھے پر رکھتے ہوئے کہا "باہر نکلو میں دیکھتا ہوں کون روکے گا مجھے — !"

عقرب کی سمجھ میں نہ آیا کہ اُسے کیا کرنا چاہئے !۔ اُس نے رُوح سے سرگوشی کرنی چاہی لیکن جواب نہ ملا ! اُدھر ایرچ

نے دوبارہ للکارا۔

مجبوراً عقرب کو اُس کی طرف جانا ہی پڑا۔ ورنہ وہ سوچے سمجھے بغیر کوئی قدم نہیں اُٹھانا چاہتا تھا!۔

اجاگانیہ چیختی ہوئی اُن دونوں کے پیچھے دوڑی۔ ایرج عقرب سے کہہ رہا تھا "کسی طرح یہاں سے نکل کر مقدونیہ کے غاروں تک پہونچنے کی کوشش کرو!"

باہر ایک بار اُنھیں محافظوں سے اُلجھنا پڑا ــ حالانکہ وہ بہت تیز دوڑے تھے! لیکن اجاگانیہ بھی غافل نہیں تھی! اُس نے باہر نکلتے ہی چیخنا شروع کر دیا تھا۔ "پکڑو.... انھیں .... جانے نہ پائیں .... زندہ پکڑو!۔ اگر کسی نے جان سے مارا تو اجاگانیہ کا قہر اُسے جھلسا دے گا!۔

محلسرا سے باہر نکلتے نکلتے ایک بار پھر اُنھیں نرغے میں لے لیا گیا! لیکن اس بار محافظوں کے ہاتھوں میں چمڑے کے لمبے لمبے چابک تھے!۔

"ضرور پکڑے جائیں گے۔" عقرب بڑبڑایا! "میں ان چابکوں سے پناہ مانگتا ہوں! اگر بیک وقت چار چھ چابک ہم پر آئے تو اُلجھ کر گر جانے کے علاوہ اور کچھ نہ ہوگا!"

"کچھ بھی ہو! اب میں یہاں اس قلعے میں سانس نہیں لے سکوں گا!" ایرج کے لہجے میں جھلاہٹ تھی!۔

متعدد چابک اُن کی طرف لپکے!.... عقرب تو اُن کی زد سے بچ گیا .... لیکن ایرج .... کچھ ایسا اُلجھا کہ زمین ہی دیکھنی پڑی ــ!

پھر عقرب نے لاکھ جدوجہد کی کہ اُسے چابکوں کے جال سے نکال لے لیکن کامیاب نہ ہوا .... چاروں طرف سے یلغار بڑھتی ہی جا رہی تھی! لہٰذا اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ رہ گیا کہ وہ دوبارہ خنجر سنبھال لیتا!۔

دو آدمی بیک وقت چیخے اور ڈھیر ہو گئے!۔ پھر بھیڑ کائی کی طرح پھٹنے لگی!۔ عقرب بڑی آسانی سے اپنے لئے جائے فرار پیدا کر رہا تھا! کئی نہتے کام آئے!۔

انھیں عقرب کے معاملے میں نہتا ہی کہنا چاہئے کیونکہ اُن کے چابک تو ایک مخصوص فاصلے ہی سے استعمال کئے جا سکتے تھے بھلا عقرب اُنھیں اتنا موقعہ کب دیتا کہ وہ اُنھیں استعمال کرتے ــ برق جہندہ کی طرح ہر حملہ آور کے سر پہ موجود نظر آتا ــ!

تعاقب جاری رہا! عقرب کو یقین تھا کہ ایرج پکڑا جا چکا ہوگا! اُس نے بلدرانیوں کے چابکوں کے متعلق خاصی معلومات بہم پہونچائی تھیں یہی وجہ تھی کہ وہ اُن سے محفوظ رہا تھا! عقرب تیزی سے دوڑتا رہا! تعاقب کرنے والے بھی سُست نہیں معلوم ہوتے تھے!۔

پھر وہ ایک بستی کے قریب آ نکلا: یہاں موقع تھا کہ وہ تعاقب کرنے والوں کو جھکائیاں دے سکتا!۔ یہی ہوا بھی! پیچ در پیچ گلیوں میں گھستے ہوئے اُس نے جنگل کا رُخ کیا!۔

تھوڑی ہی دیر بعد تعاقب کرنے والے گلیوں میں چکرا تے رہ گئے اور عقرب اُن کی دسترس سے بہت دور ہو گیا!۔

لیکن پھاٹک سے گذر جانا آسان تو نہ تھا! وہ پہلے ہی سن چکا تھا کہ پھاٹک کے نگراں صحیح معنوں میں درندے ہیں!۔

زرگان نموشک کو یقین دلانے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ اجاگانیہ سے دل برداشتہ ہو کر اُن کی طرف آنکلا ہے!۔
"مگر تجھے یہ کیسے معلوم ہوا کہ ہم یہاں ہیں!" نموشک غرایا!۔
"یقین کرو ــ سردار ــ میں ... نہیں جانتا تھا کہ تم زندہ بھی ہو گے ــ ادھر تو میں کسی اور کی تلاش میں آیا تھا!"
"کس کی تلاش میں آیا تھا!"
"عقاب فلک سیر کے بیٹے مارخور کی تلاش تھی مجھے میرے آقا!۔ وہ بھی اچھا جادوگر ہے ..... مقدومی کی طرح ماہر نہ سہی پھر بھی اُس کے جادو کا اُتار تو بتا ہی سکے گا!"
"ہاہاہا ....!" نموشک نے زہریلے سے قہقہے کے ساتھ کہا۔ "اچھا ــ تو بھی اجاگانیہ کے پرستاروں میں سے ہے ... اُو ... چمرخ اپنی شکل تو دیکھ .....!"
"غلط سمجھے آقا ..... تم بالکل غلط سمجھے! مجھے تو صرف اُس مسخرے کا سر چاہئے جس نے سر دربار میری تذلیل کی تھی!۔"

زرگان کو عقرب کی کہانی بھی سنانی پڑی۔!
تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر نموشک بولا۔ "میں سب سے پہلے انہیں دونوں کا خاتمہ کروں گا! کیونکہ ہماری بربادی کی ذمہ داری انہیں پر ہے ..... اُو زرگان .... کیا تجھے اُس پوشیدہ راستے کا علم ہے جو سنہری چمگادڑ کے معبد سے شروع ہو کر بھوری پہاڑیوں تک آتا ہے!"
"اُس کا علم کاہن اعظم اور بڑے پجاری کے علاوہ اور کسی کو بھی نہیں ہے شاید اجاگانیہ بھی نہ جانتی ہو!"
"تو کس راستے سے باہر نکلا تھا!" نموشک کی آنکھوں میں پھر تشکیک کی جھلکیاں نظر آئیں!۔
"یقین کرو میرے آقا! میں تم سے جھوٹ نہیں بولوں گا! ایک پہرے دار میرا بہت زیادہ معتقد ہے .... اُس نے پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھول کر مجھے باہر نکال دیا تھا!۔"
"تب تو بڑی اچھی بات ہے۔ تمہیں واپسی میں کوئی دشواری نہ پیش آئے گی!۔ اور میرے آدمی بڑی آسانی سے پہرے داروں کا صفایا کر سکیں گے!۔"
زرگان کسی سوچ میں پڑ گیا! پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "ہاں! ممکن ہے سردار ..... مگر .....!"
"مگر کیا؟۔"

"تمھارے ساتھ کتنے آدمی ہیں !۔"

"اوہ تو یہ بات ہے !" نموشک کی بھنویں تن گئیں !۔

"غلط نہ سمجھو سردار .... پھر یقین دلاتا ہوں کہ میں بھید لینے نہیں آیا تھا !۔"

"چلو ۔۔! سور کے بچے بکواس نہ کرو !۔" دفعتاً نموشک نے اُس کی گردن دبوچی اور زمین پر پٹخ دیا !۔

ٹھیک اُسی وقت گرومی غار میں داخل ہوا ۔۔ لیکن اُس کے ساتھ نوما نہیں تھی !۔

"زرگان کو اُٹھاؤ ۔۔" نموشک نے اپنے آدمیوں سے کہا !" اسے ابھی اور اسی وقت میرے حکم کی تعمیل کرنی ہوگی !۔"

پھر وہ گرومی کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتا ہوا ایک دراڑ میں داخل ہوگیا ۔۔۔ وہ دونوں ملحقہ غار میں داخل ہوئے۔ یہاں بھی مشعلیں روشن تھیں لیکن ان دونوں کے علاوہ یہاں اور کوئی نہ تھا !۔

گرومی نے اُسے بتایا کہ وہ زرگان کے ساتھیوں کو تلاش کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا !۔ پھر اُسے زرگان کی کہانی کا علم ہوا ۔ لیکن وہ اس بات پر نموشک سے متفق نہ ہو سکا کہ اسی وقت زرگان کے ساتھ قلعے میں گھسنے کی کوشش کی جائے !۔

"میرے مالک !" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا ۔ "میرا خون سرد ہو چکا ہے اِس لئے میں صرف عقل کا غلام ہوں ! میری ایک تجویز ہے ! سُن لو ۔۔ پسند آئے تو کیا کہنا ... ویسے بوڑھا گرومی کٹ مرنے کیلئے تو ہر وقت تیار رہتا ہے !۔"

"بول ۔۔ زیادہ وقت نہیں ہے !۔"

"ہمارا صرف ایک آدمی قلعہ میں داخل ہو گا .... اور کل رات ڈھلے تک ہم قلعہ پر قبضہ کر چکے ہوں گے !۔"

"تیرے منہ سے شراب کی بو آرہی ہے گرومی !" نموشک بُرا سامنہ بنا کر بولا۔

"لیکن تم نے مجھے کبھی نشے میں نہ دیکھا ہو گا ۔۔ میرے مالک ! زرگان کو یہیں رکھو ! اُس کی بجائے بچالک جو زرگان ہی جیسا ڈیل ڈول رکھتا ہے اُس کے لباس میں ذیلی کھڑکی سے اندر داخل ہو گا اور چپ چاپ گذرتا چلا جائے گا ۔۔ زرگان سے وہ اشارہ معلوم کرنے کی کوشش کرو جس پر کھڑکی اُس کے لئے کھل جائے گی !۔"

"مگر اس سے ہو گا کیا !" نموشک جھلا گیا !۔

"بچالک ... قلعہ میں داخل ہو جائے گا ! اور کل شام جب زنتاری کی بوڑھی ملازمائیں پہرہ داروں کے لئے شراب لے جائیں گی تو بچالک میری ایک تدبیر کے تحت اُس میں دارو نے بیہوشی ملادے گا !۔"

"پہرہ داروں کے لئے شراب ۔۔ تیرا دماغ تو نہیں چل گیا ۔۔۔ زوہنک وحشی شراب کہاں پیتے ہیں !۔"

"یہی تو تمھیں معلوم نہیں ! میرے مالک ! تم کیا جانو ۔۔ لیکن تمھارا بوڑھا غلام سب کچھ جانتا ہے ! اُس سے کوئی بات پوشیدہ نہیں زنتاری پہرہ داروں کا گہرا دوست ہے .... جس وقت چاہتا ہے پھاٹک کھلوا لیتا ہے ! پہرہ دار اُس کے لئے اَجاگانیہ کے احکامات کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں کرتے ۔۔ ! زوہنک وحشی بڑے ایماندار تھے لیکن بقول زنتاری نے وقت بےوقت اپنا کام نکالنے کے لئے اُنھیں شراب کا چسکا لگادیا ! اب وہ سرِ شام ہی جادو کے اُس عرق کے منتظر رہتے ہیں جو اُن کا یار غار زنتاری صرف اُنھیں کے لئے تیار کراتا ہے ۔۔ اِس طرح میرے مالک .... ہم اپنا ایک آدمی بھی ضائع کئے بغیر قلعہ میں داخل ہو سکیں گے !"

"شاباش —" ٹونشنگ نے اُس کے شانے پر ہاتھ مار کر قہقہہ لگایا! "واقعی تو بہت عقلمند ہے!— میں تجھ پر فخر کرتا ہوں گروحی —!"

⁂

عقرب کسی نہ کسی طرح پھاٹک تک پہونچ گیا! لیکن ..... آگے قدم بڑھانے کی ہمت نہ پڑی!— بس چپ چاپ ایک مکان کی دیوار سے چپک کر کھڑا ہو گیا! وہ بلدران کے معزز آدمیوں کے سے لباس میں تھا! اِس لئے آوارہ گردی بھی نہیں کر سکتا تھا!— کوئی نہ کوئی اُسے پہچان ہی لیتا! لہٰذا اُس نے سوچا کہ سب سے پہلے تو اُس پوشاک سے پیچھا چھڑانا چاہئے —!

ستارے اچھے تھے ..... دفعتاً اُسی مکان سے ایک آدمی نکل کر گلی میں آیا اور دیوار کی جڑ کے قریب اکڑوں بیٹھ گیا! بہترین موقع تھا! عقرب نے تیندوے کی طرح چھلانگ لگائی اور اُسے اِس طرح دبوچ لیا کہ اُس کے حلق سے ہلکی سی آواز بھی نہ نکل سکی! ناک اور منہ پر ہتھیلی بڑی سختی سے جم گئی تھی —! پھر اُس نے اُسے ٹانگوں میں جکڑتے ہوئے بائیں ہاتھ سے اُس کا گلا گھونٹنا شروع کیا!—

ذرا ہی سی دیر میں اُس مکان کے غافل خدمتگار نے ہاتھ پیر ڈال دئے۔ وہ بےحس و حرکت ہو گیا!—

پھر اَب اس کی کیا ضرورت تھی کہ عقرب اُسے اپنا لباس پہنانے بیٹھ جاتا!— اپنی پوشاک اُسی کے قریب چھوڑ کر گلی سے کھسک ہی رہا تھا کہ پھاٹک سے شور بلند ہوا۔

"پکڑو ..... پکڑو ..... یہ کون ہے ..... جانے نہ پائے —!"

اُس نے دیکھا کہ زدہنک وحشی پہرے دار لڑکھڑاتے ہوئے ایک طرف دوڑے جا رہے ہیں! اُن میں سے کئی گر بھی گئے ..... لیکن دوبارہ اُٹھنے کی بجائے زمین ہی پر پڑے چیختے رہے ..... پکڑو پکڑو — یہ کون ہے ..... جانے نہ پائے —!"

پھاٹک سنسان ہو گیا! ذیلی کھڑکی کھلی ہوئی تھی! مشعلوں کی روشنی میں عقرب کی آنکھیں دھوکا نہیں کھا سکتی تھیں! چوکی بالکل خالی تھی ..... ذیلی کھڑکی بھی کھلی ہوئی تھی — اور یہ تو بخوبی سمجھ میں آچکا تھا کہ پہرے دار نشے میں دُھت ہیں!—

وہ بڑی پھرتی سے پھاٹک کے قریب پہونچا ..... اور کھڑکی سے گذر کر جدھر بھی منہ اُٹھا دوڑتا چلا گیا!—

اندھیرے ..... میں کئی بار ٹھوکریں کھائیں — گرا ..... اور پھر اُٹھ کر بھاگا!—

لیکن اِس طرح اندھادھند دوڑتے چلے جانا بھی تو عقلمندی نہیں تھی!—

اُسے مقودمبی کے غاروں تک پہونچنا تھا ———— زنگورا کی زبانی سُنا تھا کہ وہ مار ڈالا گیا!— لیکن یقین نہیں آیا تھا!—

مقودمبی کے غاروں تک پہونچنا اِس لئے ضروری تھا کہ اُن کا سارا سامان وہیں تھا! رائفلیں ..... کارتوس۔ سفری تھیلے اور گھوڑے! کچھ دیر کے لئے ایک جگہ رُکا! اور اندھیرے میں سمتوں کا تعین کرنے کی کوشش کرنے لگا ..... چونکہ قلعے کی پچویشن ذہن میں تھی اِس لئے کوئی دُشواری پیش نہ آئی!—

تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی محنت نے اُسے مقود مبی کے غاروں تک پہونچادیا!.... لیکن اندھیرے میں اندر قدم رکھتے ہی وحشت محسوس ہوئی..... بہرحال ٹٹولتا ہوا وہ غار کے دہانے میں اُتر گیا!۔ جانتا تھا کہ کچھ دور چلنے کے بعد سیدھا کھڑا ہو سکے گا!۔

"آؤ — آؤ — ڈرو نہیں!" دفعتاً اُس نے مقود مبی کی سرگوشی سُنی! اور اُس کا دل خوشی دھڑکنے لگا — تو مقود مبی زندہ ہے؟

"نہیں اُستاد تمھارے شاگرد کسی سے ڈریں گے!" اُس نے ہلکے سے قہقہے کے ساتھ کہا۔

اور پھر اُسے مشعل کی روشنی دکھائی دی — مقود مبی کے مخصوص غار والی دراڑ روشن تھی!۔ وہ مضطربانہ انداز میں اندر داخل ہوا۔

"اُوہ —" وہ یک بیک چیخ کر پیچھے ہٹا!... مقود مبی کا سر دھڑ سے الگ تھا۔ اور زمین پر تازہ خون پھیلا ہوا نظر آیا! غار کی چاروں مشعلیں روشن تھیں! دفعتاً کٹے ہوئے سر نے آنکھیں کھول دیں! — پھر مُردہ ہونٹوں کا وہ پھیلاؤ مسکراہٹ کیوں نہ معلوم ہوتا!۔

پہلے ہی کی سی سرگوشی غار میں گونجی! "مجھے زنگورا نے اپنے ہاتھوں سے قتل کیا تھا! لیکن یہ خون جو میرے گرد پھیلا ہوا ہے اُس وقت تک تازہ رہے گا جب تک کہ بلدران کی اینٹ سے اینٹ نہ بج جائے — لیکن اَب تم میری آواز نہ سُن سکو گے —! میری نہیں بلکہ یہ آواز .... یہ میرے آقا مقود مبی کی آواز ہے! میں اُس کا ہمزاد ہوں!۔ مجھے حکم ملا تھا کہ میں تمھارا منتظر رہوں —! تمھاری چیزیں تمھارے حوالے کر کے میں بھی اپنے آقا سے جا ملوں گا ...۔ تمھارے گھوڑے تندرست ہیں! تمھارا سامان محفوظ ہے — بھیڑیوں والے غار میں جاؤ...... الوداع —!"

ہونٹ ایک دوسرے میں پیوست ہوتے معلوم ہوئے۔ آنکھیں پھر بند ہو گئیں — لیکن کٹی ہوئی گردن سے تھوڑا تھوڑا خون اَب بھی رِس رہا تھا!۔

عقرب کا دم گھٹنے لگا! اُس نے ایک مشعل اُٹھائی... بھیڑیوں کے غار تک آیا.... گھوڑے زمین پر ٹاپیں مارنے اور ہنہنانے لگے! لیکن وہ اُن کی گردن بھی نہ تھپک سکا!۔ جلدی میں تھا! اپنا کمبل کھینچا اور پھر مقود مبی کے غار میں واپس آگیا!۔

دوسرے ہی لمحے میں وہ اُس کی لاش پر کمبل ڈال رہا تھا!۔

(باقی آئندہ)

ایرچ و عقرب کی کہانی — آئندہ شمارہ میں آپ کو اِس طرح مسحور کرے گی کہ آپ کچھ دیر کے لئے خود کو اُسی ماحول میں محسوس کرنے لگیں گے —!

ایرچ کی چاہنے والیوں میں ایک نیا اضافہ — یہ نیا کردار — ابن صفی کا شاہکار ہوگا۔

ہنگاموں سے بھرپور کہانی —

بالکل غلط حل

پُراسرار معمّہ نمبر ۲

۱ ــــــ چمگادڑ
۲ ــــــ بلاؤز
۳ ــــــ سالا
۴ ــــــ مرتبان
۵ ــــــ بغل
۶ ــــــ کافی ہاؤز
۷ ــــــ نیند

اِس بار بیشمار حل موصول ہوئے ــ لیکن اگر ہم تھوڑی سی نامعقولیت پر آمادہ ہو جاتے تو اس بار ہماری گرہ سے کچھ بھی نہ جاتا !ــ مارچ کے شمارے میں "شرائط پُراسرار معمّے" کے تحت ایک نئی شرط کا اضافہ کیا گیا تھا ــ زیادہ تر حصّہ لینے والوں نے اِس شرط پر توجہ نہیں دی ......

یہ تھی شرط نمبر۱ "ایک ٹوکن کے تحت صرف ایک ہی حل قبول کیا جائے گا !"

بہتیرے حضرات نے ایک ٹوکن کے ساتھ کم از کم تین حل ارسال فرمائے ہیں ! جو اس شرط کی موجودگی میں کسی طرح بھی درست نہیں ــ ! اَب فرض کیجئے آپ کے اُن تین حلوں میں سے ایک حل ہمارے بالکل غلط حل سے مطابقت رکھتا ہے تو پھر ہم کیوں نہ اُسے گھونٹ جائیں اور کہدیں کہ ہم نے آپ کا صرف ایک ایسا حل شریک مقابلہ کیا ہے جس کے کئی حل بالکل غلط نہیں تھے !ــ

اِس بار یہی ہوا ہے جناب کہ تین حلوں میں سے ایک بالکل غلط تھا ! ہم چاہتے تو انعام ہڑپ کر سکتے تھے ــ لیکن ہماری شرافت کی داد دیجئے کہ ہم نے وہی حل شریک مقابلہ کر کے اپنی جان چھڑائی ہے ــ !

یہ بڑی افسوسناک بات تھی کہ صرف ایک ہی انعام ہماری گرہ سے نکلتا لہٰذا ہم نے عید مبارک کی خوشی میں حاتم کی قبر پر بھی لات مارنے کی کوشش کر ڈالی ہے ــ یعنی بذریعہ قرعہ اندازی زبردستی پانچ ایسے نام نکالے ہیں جن کے نام سال بھر کے لئے پرچے جاری کئے جا سکیں ــ تفصیل دوسرے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے ــ اور ہمیں مسرت ظاہر کرنے کا موقع دیجئے کہ شرط ۹ کے مطابق اِس بار کچھ حل کپڑے پر بھی موصول ہوئے ہیں ــ جزاک اللہ فی الدارین خیرا ــ !

منتظم پُراسرار معمّے

پُراسرار معمّہ ۲ کے انعام یافتگان

۱ — تین حلوں میں سے صرف بالکل غلط حل شریک مقابلہ کیا گیا

- جناب محمد تقی صاحب — دفتر ڈپٹی ڈائرکٹر آف انڈسٹریز لاہور ریجن - کوپر روڈ - لاہور

۲ — عید مبارک کی خوشی میں بذریعہ قرعہ اندازی -

- مِس فرخ نقوی ——— لاہور
- محترم جمیل احمد صدّیقی - ۲ علی منزل ۲ اسپتال روڈ — کراچی ۱
- محترم نذر ملک - U/۱۰۰۹ - جامعہ مسجد روڈ راولپنڈی
- محترم کے - آر خان — کوارٹر نمبر ۳، جہانگیر روڈ ویسٹ - نزد پٹیل پاڑہ — کراچی ۵
- محترمہ فیروزہ پٹیل ——— کراچی

نوٹ :- خواتین کے مکمل پتے اُن کی اجازت حاصل کئے بغیر نہیں شائع کئے جا سکتے ——— !

خدا کا شکر ہے کہ اس بار ایک بھی بالکل صحیح حل نہیں موصول ہوا ..... ورنہ ہمیں خواہ مخواہ اپنا کلیجہ خون کرنا پڑتا .... پچھلی بار دو حضرات نے بالکل صحیح حل ارسال فرمائے تھے ——— لیکن نوٹس جاری کئے جانے کے باوجود بھی اُن سے جرمانہ وصول نہ ہو سکا ! ——— خیر قیامت کا دن دور نہیں ہے ——— دیکھا جائے گا ——— ! ہم تو ہر حال میں صبر کرتے ہیں ——— آپ بھی ہمارے ہاتھ بٹائیے !—

منتظم پُراسرار معمّے

چھیڑ

قاسم صاحب دفتر میں تشریف لائے تو اُن کی ڈاک پیش کر دی گئی! — بعض حلوں کے ساتھ اُن کے نام خطوط بھی تھے — جنھیں پڑھ کر آپے سے باہر ہو گئے — فرمانے لگے — "اب دیکھئے۔ ملنے لگیں نا دھمکیاں — سالے میری بیگم کو اطلاع دیدیں گے کہ میں ابن صفی کی سیڈی لکریٹری کو گھورنے اُن کے دفتر میں آتا ہوں —!"

میں نے عرض کیا۔ "قاسم صاحب خدارا مجھے نہ گھسیٹئے .... اگر کسی صاحب نے آپ کو کوئی دھمکی دی ہے تو اس میں اس ہیچمدان کا کیا قصور —— آپ شوق سے میری سیڈی لکریٹری کو گھورتے۔ مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا — بس اب جلدی سے حل بنانے کا طریقہ تیار کرا دیجئے۔ بقیہ باتیں پھر ہوں گی!—"

ابنِ صفی

● اچھا — چلو لکھو —! نمبر ایک۔ چور کی ڈاڑھی میں چمگادڑ یا رس ملائی ......! ارے واہ .... اب چور بھی ڈاڑھی رکھنے لگے سالے... بھینگے سے .... میرے باپ کا کیا .... ارے ہاں! رس ملائی لگ سکتی ہے ڈاڑھی میں کیونکہ منہ ہی سے کھاتے ہیں اور ڈاڑھی منہ کے قریب ہی ہوتی ہے ..... لیکن چمگادڑ .... ہی ہی .... چمگادڑ سالی کیا ڈاڑھی میں اُلٹی لٹکنے آئے گی —— یہ بالکل غلط ہے ... چمگادڑ

● آگے بڑھو — بھاگئے بھوت کی بلاؤز .... ارے باپ رے .... ہی ہی — یا لنگوٹی ہی سہی! .... اے بھائی صاحب سٹراتے کیوں ہو! اگر پیچھڑا بھوت ہوتا تو چل جاتا .... بلاؤز بھی مگر... صرف بھوت ہے —— بھوتنی بھی نہیں ہے اس لئے لنگوٹی تو صحیح حل ہوگا — بھوتنی یا ہیجڑے کا بھوت ہوتا تو بلاؤز صحیح حل ہوتا۔۔ صرف

بھوت کا بلاؤز بلکل غلط

● ہائیں یہ تیسرا اشارہ — ساری خدائی ایک طرف جورو کا سالا .... یا گرم مسالہ ایک طرف — اَے اے ایڈیٹر صاحب یہ قیا گھپلا ہو غیا .... میں نے تو والد صاحب لکھا تھا .... یہ جورو کس نے کر دیا! — ٹھینگے پر گیا تمھارا معمہ و معمہ ہاں —! اچھا تو قیا میں جاہل ہوں .... بس بس خاموش رہئے! — اچھی بات ہے چلو مان کر دیا .... جورو کا گرم مسالہ ٹھیک ہے — میری جورو تو دن رات گرم مسالہ چبایا کرتی ہے — گرم مسالہ صحیح حل ہے .... مگر جورو کا سالا کہاں ہوتا ہے — اب دیکھو نا اگر جورو کی جگہ والد صاحب ہوتا تو گرم مسالہ ہی چل جاتا .... قیونکہ میرے والد صاحب گرم مسالہ سے بہت ڈرتے ہیں! اس لئے سالا ہوا بالکل غلط حل —!

● آگے بڑھو — دل میں چھپا کے پیار کا اُگالدان یا مرتبان لے چلے ..... دل تو اُگالدان ہی ہے!۔ حلق میں بلغم آیا تھو کا نہیں نگل گئے! پھر وہ سالا سیدھا دل ہی میں تو جاتا ہے ..... اس لئے اُگالدان ہوا صحیح حل ..... ہاں .... ہاں .... پیار بھی یاد ہے مجھے۔ ایسے دل کو جو بلغم سے بھرا ہوا ہو پیار کا اُگالدان ہی کہیں گے .... قیوں بات قیوں نہیں بنی — پیار میں ٹی۔ بی ہو جاتا ہے .... اور ٹی۔ بی میں بلغم .... ہاہا — وہ مارا ..... اے ایڈیٹر صاحب بس چپ رہو پھیپھڑے اور دل میں زیادہ فاصلہ نہیں ہوتا ..... جو بلغم پھیپھڑوں میں نہیں سماتا وہ دل میں چلا جاتا ہے ..... میڈیکل سائنس کی ایسی کی تیسی ..... میرے ٹھینگے سے ..... میں کمپاؤنڈر ہوں .... جو کہوں گا سب کو ماننا پڑے گا .... نہ مانو تو تن کیڑے پڑیں گے جو میرا دل جلایا .... ہاں — مرتبان بلقل غلط حل ہے —!

● آگے چلو — شام ڈھلے۔ کھڑکی تلے تم بغل یا بین بجانا چھوڑ دو!..... بین صحیح حل ہے .... یار خامخواہ بحث نہ کرو ..... میں تمھاری کھڑکی کے نیچے بین بجاؤں اور تم اعتراض کرو تو میں ناک سے قہوں گا .... بھائی صاحب میں تمھاری کھڑکی کے لئے نہیں بلکہ سامنے والی کھڑکی کے لئے بین بجا رہا ہوں ..... نہیں چلے گا؟ .... اچھا تو سُنو دوسری ترکیب میں قہوں گا بھائی صاحب تمھارے فائدے کے لئے بین بجا رہا ہوں۔ تمھاری دیوار کی جڑ میں ایک سانپ گھس گیا ہے بین بجا کر نکال رہا ہوں سالے کو تاکہ تمھارے بال بچے سلامت رہیں — .... لیکن بغل بجانے کا قیا بہانہ ہوگا؟۔ نہیں بتاؤ نا بڑے کابل کی دُم بنتے ہو — ہاں نہیں تو — بغل بلقل غلط حل ہے —!

● زبردست کا ٹھینگا بندر روڈ پر یا کافی ہاؤز پر — ارے باپ رے ..... بندر روڈ پر بہت بڑا ٹھینگا رہتا ہے ..... بہت زبردست! گاڑی تیز چلاؤ تو چالان .... سڑک کے کنارے پیشاب کر دو تو چالان دھرا ہے ..... اور وہ سالی لال ہری پیلی بتی[1] — اُسے ایک بار بیچ سڑک پر رک گیا کہ دیکھوں اب ہری بتی کیسے جلتی ہے ..... بس آ گئی شامت۔ پہلے ایک گندی سی گالی کھائی .... اور پھر اکڑا تو چالان بھی ہو گیا! بڑی مونچھ والے کانسٹبلوں کو دیکھ کر ویسے ہی دم نکل جاتا ہے — لیکن کافی ہاؤز — نہ وہاں گاڑی چلائی جا سکتی ہے نہ پیشاب کیا جا سکتا ہے اور نہ ہری لال بتی ہوتی ہے وہاں .... اگر کوئی زبردست گھس بھی آیا تو ٹھینگا جیب ہی میں رکھتا ہے .... باہر نہیں نکالتا — اس لئے کافی ہاؤز بلقل غلط حل ہوا —!

● آگے بڑھو — جس کی لاٹھی اُس کی نیند — یا افیون —! نیند بالکل غلط حل ہے — یار پوری بات بھی تو سُنو پھر بولنا —! ایک بار میرا ایک افیونی نوکر پاؤ بھر افیون لئے چلا جا رہا تھا! راستے میں پانچ یا چھ لٹھ بازوں نے گھیر لیا! .... ایک نے آگے بڑھ کر دو ڈنڈے رسید کئے اور افیون چھین لی۔ رہ گئے بیٹا ٹاپ کے —! لیکن نیند — اے ایک بار کا قصہ سُنو .... بیگم سے خفا ہو کر ایک رات شمس الدین کے گھر جا پڑا۔ یار قیا بتاؤں قیسی مصیبت میں پڑا تھا! پڑوس میں قوالی ہو رہی تھی .... اُسے قوالوں کی آواز ویسے ہی کیا کم ہوتی ہے کہ سالوں نے مائیکروفون بھی لگوا دیا تھا! — ہائے .... ہائے .... نیند سالی آنکھوں سے کوسوں دور بھاگ رہی تھی .... ایک بار جھنا کر لاٹھی اُٹھائی اور پھر رکھ دی ..... بس یہ سمجھ لو کہ رات بھر لاٹھی اُٹھاتا اور رکھتا رہا — ہر بار شمس الدین کر تھام کر لٹک جاتا تھا .... پھر بتاؤ .... نیند بالکل غلط حل ہوا کہ نہیں —! اچھا اب اجازت دیجئے! — اُسٹوڈیو جا کر شوٹنگ شروع کراؤں گا .... ارے آپ کو نہیں معلوم .... میں آج کل گھسیار اُسٹوڈیو میں دو فلمیں "صدا کی دغا" اور "پروانے کا ڈنڈا" بنا رہا ہوں — اچھا۔ سالا مالیقم —!

نوٹ:۔ اگر آپ اس "پہیلے" سے متفق نہ ہوں تو قاسم صاحب سے رجوع فرمائیے۔

ابن صفی

[1] آٹومیٹک سگنل۔

لاکھوں روپیوں کی وصولیابی

(انشاءاللہ)

ہر بالکل صحیح حل پر دس روپیہ جرمانہ

ایک غلطی پر پانچ روپے سوا تیرہ آنے جرمانہ

دو غلطیوں پر تین روپے سوا ڈھائی آنے جرمانہ

تین غلطیوں پر ایک روپیہ پونے ڈھائی آنے جرمانہ

چوتھی غلطی پر کمپاؤنڈر اپنا سر دیوار سے ٹکرا دے گا (اللہ محفوظ رکھے)

بالکل غلط حل پر ادارہ جرمانہ ادا کرے گا۔ یعنی سال بھر کے لئے میگزین ایڈیشن کا اجراء بالکل مفت ——!

حل وصول ہونے کی آخری تاریخ ۱۵ مئی سنہ ۶۰ء

دستی حل ہرگز نہ قبول کئے جائیں گے اپنے حل بذریعہ ڈاک روانہ فرمائیے۔ ورنہ آپ دفتر میں اگر خواہ مخواہ بور بھی کریں گے ——!

نوٹ:- لفافے پر اب دو آنے کا ٹکٹ لگانا چاہئے۔ ورنہ وہ بیرنگ ہو جاتا ہے۔ لفافے پر "پُراسرار معمہ" ضرور تحریر فرمائیے ——!

پُراسرار معمہ نمبر ۳

خالی جگہوں پر سامنے لکھے ہوئے ممکن الفاظ میں سے ایک لکھ دیجئے	بالکل غلط	ممکن الفاظ
● کئی عمر ہوٹلوں میں مرے ...... جا کر	سسرال	کانجی ہاؤز
● دوسروں کی راہ میں —— بچھانے والے اکثر خود ہی چوٹ کھاتے ہیں۔	بستر	چھپر کھٹ
● چلتی کا ...... نام ہے۔	غمزدہ	گھوڑی
● قدیم عشقیہ شاعری کا محبوب "کسی —— سے کم نہیں ہوتا۔	نائب تحصیلدار	پٹواری
● ہونہار برواکے چکنے چکنے	ہاتھ	فٹ پاتھ
● ہر چمکدار چیز ...... نہیں ہوتی۔	مدھوبالا	ساؤنڈ انجینئر
● رومانی دنیا الہ آباد کے ایک مصنف کا نام ...... ہے۔	کرسچیا ودیارتھی	ننھے میاں

کمپنی کی مشہوری کے لئے ہم بالکل صحیح حل ساتھ ہی شائع کر رہے ہیں۔ آزمائش کر کے دیکھئے

بالکل صحیح حل :- ہسپتال - کانٹے - گاڑی - قصاب - بات - سونا - شکیل جمالی

(زیادہ سے زیادہ حل بھیج کر ثواب دارین حاصل کیجئے)

شرائط پُراسرار معمّے

نمبر ۱ اپنے حلوں کے ساتھ پُراسرار معمّہ کا ٹوکن ضرور بھیجئے جو اسی صفحہ پر موجود ہے، ٹوکن کی نقل قبول نہیں کی جائے گی! یہی چھپا ہوا ٹوکن ہونا چاہئے!۔

نمبر ۲ اس معمّے کی کوئی فیس داخلہ نہیں رکھی گئی! اپنے حل بالکل مفت ارسال فرمائیے (اللہ ہمیں اس کا نیک اجر دے گا)

نمبر ۳ بالکل غلط حل پر (جو ہمارے دفتر میں محفوظ ہے) میگزین ایڈیشن سال بھر کیلئے بالکل مفت آپ کے نام جاری کر دیا جائیگا! بشرطیکہ آپ کا بالکل غلط حل ہمارے بالکل غلط حل سے مطابقت رکھتا ہو!۔

نمبر ۴ ہر بالکل صحیح حل پر ہم فی کس مبلغ دس روپیہ جرمانہ وصول کر لیں گے اگر آپ ادا نہ کریں گے تو ہم ادائیگی کے لئے درخواست کریں گے۔ اس پر بھی آپ نے ادا نہ کیا تو پھر صبر کریں گے (اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے)

نمبر ۵ ایک ہی لفافے میں آپ نہ صرف اپنے بال بچوں بلکہ پڑوسیوں تک کے حل روانہ کر سکتے ہیں۔ لیکن ہر حل کے ساتھ حل کرنے والے کا نام اور پُراسرار معمّہ ۳ کا ایک ٹوکن بھی ہونا چاہئے۔ کاغذ میسر نہ ہو تو برگد کے پتے پر بھی حل روانہ کیا جا سکتا ہے ہمارے لئے قطعی قابل قبول ہوگا! بس ہمارے صحیح یا غلط حل سے حرف بحرف مطابقت رکھنا ضروری ہے۔

نمبر ۶ معمّہ سر کے بل کھڑے ہو کر حل کرنا پڑے گا! ایمان دھرم سے لکھ دینے پر ہم یقین کر لیں گے کہ معمّہ سر کے بل کھڑے ہو کر حل کیا گیا ہے (خدا آپ کو سچ بولنے کی توفیق عطا کرے)!۔

نمبر ۷ معمّہ حل کرنے سے پہلے بلڈ پریشر ضرور ٹسٹ کرائیے۔ حلوں کیساتھ میڈیکل سرٹیفکیٹ آنا ضروری ہے!۔

نمبر ۸ حلوں کیساتھ ہی بال بچوں کی خیریت سے بھی مطلع کیجئے! شکریہ۔

نمبر ۹ پنسل سے بنائے ہوئے حل بھی قبول کر لئے جائیں گے بشرطیکہ وہ ایک مربع فٹ کپڑے پر بنائے گئے ہوں! طریقہ یہ ہے کہ ایک مربع فٹ کپڑا لیجئے اور اس کے کناروں کی ناخنی موڑائی کر کے سلائی کر دیجئے۔ کسی گوشے میں اگر گُلکاری بھی کر سکیں تو کیا کہنا — بہرحال اس ایک مربع فٹ کپڑے کے وسط میں آپ پنسل سے حل بنا سکتے ہیں!۔

قلنبیہہ :— ادارہ ایسے حلوں کی واپسی کا ذمہ دار نہ ہوگا!۔

نمبر ۱۰ ایک ٹوکن کے تحت صرف ایک حل قبول کیا جائے گا!۔

نمبر ۱۱ جب ہمارا دل چاہے گا ان شرائط میں تبدیلی بھی کر دیں گے (کسی کا اجارہ)

نوٹ

بالکل غلط حل اور حل بنانے کی ترکیب جون کے میگزین ایڈیشن میں ملاحظہ فرمائیے!۔

ٹوکن پُراسرار معمّہ ۳

میں نے پُراسرار معمّہ میں حصہ لینے کی شرائط بغور پڑھی ہیں اور ان سے پوری طرح متفق ہوں! کمپٹرکا ہر فیصلہ میرے لئے قابل قبول ہوگا

نام :________________

مکمل پتہ :________________

____

عمران سیریز کا آٹھواں ناول

رات کا شہزادہ

مصنف
ابن صفی بی۔ اے

دوسری بار

عنقریب پیش کیا جا رہا ہے !

ایجنٹ حضرات فوراً اپنی کاپیاں بک کرا لیں

ورنہ پچھلے تجربات کے مطابق اُنھیں پھر مایوسی

ہو گی — !

پڑھنے والوں کے متواتر اصرار پر یہ کہانی

دوسری بار پیش کی جا رہی ہے !۔

قیمت ۱۳ ار

اسرار پبلیکیشنز۔ ۱ فردوس کالونی۔ کراچی ۱۸

نئی کتابیں

نیا ناول نئی بات

حاتم کی کہانی طائی کی زبانی

فرید رضوان پیش کرتے ہیں
جن کے متعلق اردو کے مشہور مزاح نویس شوکت تھانوی کا کہنا ہے
"فرید رضوان مستقبل کے نہایت کامیاب مزاح نگار ہیں۔ ان میں تازگی ہے، خوش مذاقی ہے اور طنز و مزاح دونوں کا سلیقہ ہے۔ میں اُن سے اور اُن کی تحریر کے مستقبل سے بے انتہا پُر اُمید ہوں"۔

زیر طبع
تفصیل کے لئے لکھئے :۔
یاسمین پبلشنگ ہاؤز۔ فردوس کالونی۔ کراچی ۱۸

نئے چراغ نئے داغ ساتھ لائے ہیں

اک داغ نہاں اور

ذکا انصاری کا ناول

عنقریب منظر عام پر آ رہا ہے
اچھوتا موضوع ...... ایک دلچسپ کہانی جو قہقہوں اور آنسوؤں کے سنگم پر انسانیت کے نئے چراغ روشن کرتی ہے — !

ملنے کا پتہ
یاسمین پبلشنگ ہاؤز۔ فردوس کالونی۔ کراچی ۱۸

روحانی دنیا الہ آباد

کا

نیا ناول

دوطن

ڈائمنڈ جوبلی نمبر "پھول اور انگارے"

کے بعد ابنِ سعید کے قلم کی نئی انگڑائی ——— !

دوطن

ایک بہترین تفریحی کہانی جسے آپ متعدد بار

دہرائیں گے -

عنقریب پیش کی جا رہی ہے

قیمت ۱۲؍

ینیجر:- دلکش پبلیکیشنز، فردوس کالونی

کراچی ۱۸

ابنِ صفی کی جاسوسی دنیا کا نیا ناول

پرنس وحشی

مصنف :- ابنِ صفی بی-اے

فریدی اور حمید کا کارنامہ

یہ کہانی بھی انگریزوں ہی کے دورِ حکومت سے تعلق رکھتی ہے

انسپکٹر فریدی ایک خطرناک والئ ریاست سے ٹکراتا ہے

والئ ریاست جو وحشی تخلّص کرتا تھا... شاعر تھا!
لیکن اُس کے وحشی ہونے میں کیا کلام ہو سکتا ہے... جبکہ
کئی ریچھ اُس کے اشاروں پر ناچتے تھے ——— !

ایک خونخوار آدمی کی کہانی ——— جو وائسرائے کا
چہیتا دوست تھا ! - فریدی کی دشواریاں ——— اور
سارجنٹ حمید کے قہقہے ——— ایسی کہانیاں آپ کی
نظروں سے کم ہی گذری ہونگی -

قیمت ۱۲؍

اسرار پبلیکیشنز - کراچی ۱۸

بھائی صاحب !

یہ اتنی جگہ فالتو بچ رہی تھی

اس لئے

اردو بولو ——— اردو لکھو اور اردو پڑھو

Regd. No. S—2351 APRIL 1960

IBNE SAFI KI JASOOSI DUNIYA

KARACHI-18

LIGHT OF PAKIS...
NEWS PAPER AGENT
... ROAD, K...

ابن صفی کا امتیازی نشان

TRADE MARK

اسرار پبلیکیشنز کراچی

Only Title Printed at SHAMA ART PRESS Karachi-18.